مریم عزیز

میری دھڑکنوں کو قرار دو

"مجھے نہیں یہ کھانا' جب بھی دیکھو سبزیاں اور یہ کریلے۔" اس نے بری سی شکل بنا کر پلیٹ پیچھے سرکا دی۔ رخشندہ نے مڑ کر اپنی بیٹی کے پھولے ہوئے چہرے کو دیکھا اور پھر برتن دھونے میں مصروف ہو گئیں اپنی بات کا کوئی رد عمل نہ دیکھ کر وہ جھنجلا کر کھڑی ہو گئی۔

"امی میں آپ سے کہہ رہی ہوں مجھے کریلے نہیں کھانے' جب دیکھو کریلے' کریلے نہ پکیں تو بھنڈیاں' بھنڈیوں کی جان چھوڑو تو ٹنڈے اور ٹنڈے بھی نہ ہوں تو توریاں۔ ہمارے گھر سوائے ہریالی کے کچھ سبزہی نہیں۔ مجھے تو لگتا ہے ہمارے گھر سبزیوں کا کمپیٹیشن چل رہا ہے کہ کون زیادہ پکے گا۔" وہ جھنجلا کر بولی۔

"نہیں کھانا تو مت کھاؤ باہر تمہارے باپ نے قورمے اور بریانی کی جو دیگ چڑھا رکھی ہے وہاں سے لے آؤ۔" رخشندہ نے پلٹے بغیر کافی سخت جواب دیا۔

"پلیز!! امی کچھ اور دے دیں۔ مجھے بہت بھوک لگی ہے۔" اب رخشندہ نے دیگچی کو سنک میں پٹخ دیا۔

"ماہ رخ!! اس سے پہلے کہ میں تمہاری پٹائی کر دوں یہاں سے چلی جاؤ۔" وہ پیر پٹختے ہوئے کچن سے باہر نکل گئی۔

سیڑھیوں سے اتر کر جیسے ہی اس نے لاؤنج میں قدم رکھا اس کا سب سے پہلا سامنا سلمان سے ہوا ہے۔ "ہائے ہائے لگتا ہے ہماری شیرنی آج بھی بھوکی نیچے آگئی ہے۔"

اس کے سرخ پڑے چہرے کو دیکھ کر سلمان نے چڑایا۔ ماہ رخ نے اس پر صرف قہر بھری نظر ڈالنے پر اکتفا کیا۔ وہ لاؤنج میں سے ہوتی ہوئی سیدھی کچن میں چلی آئی۔ جہاں ٹنڈے ـــ پکے تھے۔ ہنڈیا کا ڈھکن اٹھا کر وہ جی بھر کر بدمزہ ہوئی۔

مکمل ناول

"کیا ہوا ماہ رخ؟" سحر نے اس کے پریشان چہرے کو دیکھ کر پوچھا۔

"اتنے زوروں کی بھوک لگی ہے اوپر کریلے ـــــ سے جان چھڑوا کر آئی ہوں تو نیچے یہ ٹنڈے۔" اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تیرنے لگے۔

"ارے تو اس میں رونے والی کیا بات ہے' آملیٹ بنا کر کھالو۔" سحر نے فریج کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"نہیں' مجھے نہیں کھانا۔" آنسو اب آنکھوں سے نکل کر گالوں پر پھیل گئے۔ وہ تیزی سے کچن سے نکلی جب اس نے اپنے پیچھے سلمان کی آواز سنی۔

"اے شیرنی! ابھی اپنے کچن سے بھی کچھ کھا ہی لیا کرو۔" سلمان کی بات نے جلتی پر تیل کا کام کیا اس کے آنسوؤں میں روانی آگئی۔ آنسو کی وجہ سے سامنے کا منظر دھندلا گیا تھا اسی لیے وہ سائڈ سے آتے تیمور کو نہ دیکھ سکی اور تیزی سے نکلنے کی کوشش میں اس سے ٹکرا گئی۔

"ارے۔" تیمور نے حیرت سے اس کا آنسوؤں سے تر چہرہ دیکھا اس سے پہلے کہ وہ آگے نکلتی تیمور نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روک لیا۔

"ماہی! کیا ہوا تم رو کیوں رہی ہو؟" تیمور نے پریشانی سے اس کا چہرہ اونچا کیا۔

"کچھ نہیں۔" اس نے غصے سے تیمور کا ہاتھ جھٹکا تو اس نے حیرانی سے پیچھے کھڑی سحر کو اور کچھ فاصلے پر بیٹھے سلمان کو دیکھا جو مسلسل مسکرا رہے تھے۔ اس نے اشارے سے سحر سے وجہ پوچھی۔

"بھائی! کیا مسئلہ ہو سکتا ہے۔ اوپر کریلا وہ بھی کڑوا نیچے ٹنڈا وہ بھی گول۔" سلمان نے ساری صورتحال مزے لے کر سنائی تو تیمور بے ساختہ مسکرا دیا۔ اس کی کچی بھوک اور سبزیوں سے چڑ سے وہ سب اچھی طرح آگاہ تھے۔

"اتنی سی بات پر اتنے قیمتی آنسو ضائع کر دیے۔ ابھی کچھ اور بنا لیتے ہیں۔" تیمور اسے بازو سے پکڑ کر واپس لاؤنج میں لے آیا تھا۔

"فریج میں کچھ بھی نہیں ہے۔" اس نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

"اسے کیا ہوا؟" تب ہی حلیمہ اندر داخل ہوئیں۔

"کیا ہو سکتا ہے امی! محترمہ کو پھر گھر میں کھانا نہیں ملا۔" سلمان کی بات پر وہ ایک بار پھر منہ بسورنے لگی۔

"سلمان! زیادہ فضول مت بولا کرو۔ میری بیٹی کو نہیں پسند تو ہم کچھ اور بنا لیتے ہیں۔"

"بہت دیر لگے گی۔ مجھے بھوک لگی ہے۔" اس کی بات پر وہ چاروں مسکرا دیے۔

"اچھا تم پندرہ منٹ انتظار کرو میں ابھی آتا ہوں۔" تیمور اس سے کہتے ہوئے جلدی سے باہر نکل گیا' جبکہ وہ سلمان کو منہ چڑا کر ہنس دی۔ لاؤنج میں داخل ہوتے ہی رخشندہ نے بے ساختہ اپنا ماتھا پیٹا اور بڑی بے بسی سے اپنی لاڈلی کو دیکھا جو سامنے رکھے شامی کباب اور چکن تکہ کے ساتھ انصاف کرنے میں مصروف تھی اور اسی رفتار سے اس کی زبان بھی چل رہی تھی تیمور بڑے غور سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔ جبکہ سحر نے دونوں انگلیاں کانوں میں ٹھونس رکھی تھیں اور سلمان جمائیاں لے کر اسے چڑانے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن وہ بھی ڈھیٹ بنی پورے زور و شور سے تیمور کو اپنے کارنامے سنا رہی تھی۔ اچانک اس کی نظر اپنی ماں پر پڑی جو خونخوار نظروں سے اسے ہی گھور رہی تھیں۔

اس کے اچانک خاموش ہو جانے پر تیمور نے مڑ کر دیکھا۔

"چچی جان وہاں کیوں کھڑی ہیں۔ اور اندر آئیں نا۔"

"تیمور بھائی! اب مجھے ڈانٹ پڑے گی۔" اس نے تیمور کے قریب جا کر آہستہ سے کہا۔

"کچھ نہیں ہوتا۔" وہ آہستگی سے بولا۔

"تیمور! یہ سب تم لے کر آئے ہو؟" رخشندہ نے پلیٹوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

تیمور نے پیار سے انہیں صوفے پر بٹھا لیا۔ "چچی جان اس میں غصہ کرنے والی تو کوئی بات نہیں اسے بھوک لگی تھی اور سبزیاں اسے پسند نہیں۔" تیمور کے پیار بھرے لہجے پر وہ اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے بولیں۔

"بیٹا! یہ کوئی اچھی بات تو نہیں ہر روز تو گوشت نہیں پک سکتا کبھی سبزیاں اور دال بھی کھانا چاہیے تم اس کی عادتیں خراب کر رہے ہو۔" آخر میں انہوں نے ماہ رخ کی طرف دیکھا جو بے نیازی سے کھانا کھانے میں مصروف تھی۔

"جانے دیں چچی جان ابھی چھوٹی سی تو ہے۔" تیمور نے حسب عادت اس کی طرف داری کی۔

"بیٹا عادتیں ایسے ہی بگڑتی ہیں سحر بھی تو ہے صرف ایک سال بڑی ہے لیکن اتنی سمجھدار ہے۔ میں اس کے اتنے نخرے برداشت نہیں کر سکتی۔" انہوں نے غصے سے اسے گھورا۔

"بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ چچی جان! اگر اتنے نخرے کرے گی تو کوئی اس سے شادی بھی نہیں کرے گا۔" سلمان نے مسکراہٹ دباتے ہوئے ماہ رخ کو دیکھا۔

"نہ کرے کوئی شادی' آپ فکر نہ کریں آپ کے پاس نہیں آؤں گی۔" حسب توقع وہ کھانا چھوڑ کر اس کی طرف پلٹی۔

"اور میرا بھی دماغ خراب نہیں ہے۔ جو تم سے شادی کروں گا۔" سلمان نے جواباً "اپنی پوری آنکھیں کھول کر اسے گھورا۔

"میں ویسے بھی بندروں کو پسند نہیں کرتی۔" اس نے آرام سے کہہ کر اپنی نظریں سامنے رکھی پلیٹ پر مرکوز کر دیں۔

"چچی جان! دیکھ رہی ہیں آپ؟" تیمور کی وجہ سے سلمان نے بے بسی سے رخشندہ کو دیکھا۔

"دیکھ رہی ہوں دن بہ دن قد کے ساتھ زبان بھی لمبی ہوتی جارہی ہے۔" رخشندہ بیگم نے غصے سے اسے دیکھا۔

"چچی جان! آپ غصہ نہ کریں میں ہوں' پاپا ہیں' سلمان' امی' سحر اتنے سارے لوگ اس کے اپنے ہیں وہ کیوں نہ نخرے کرے۔" تیمور نے مسکرا کر انہیں ساتھ لگا لیا تو انہوں نے بے اختیار آگے بڑھ کر اس کا ماتھا چوم لیا۔ اس کی یہی باتیں تھیں جو اسے سب سے منفرد بناتی تھیں۔

☼ ☼ ☼

عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر جب وہ کمرے میں داخل ہوئیں تو ماہ رخ ہمیشہ کی طرح بڑی لاپروائی سے بستر پر آڑی ترچھی سو رہی تھی۔ انہوں نے آگے بڑھ کر اسے سیدھا کر کے تکیہ اس کے سر کے نیچے رکھا پھر اپنا تکیہ بیڈ کراؤن کے ساتھ لگا کر اس سے ٹیک لگا لی۔ تسبیح کے دانوں کے ساتھ ان کے ہونٹ بھی آہستہ آہستہ حرکت کر رہے تھے۔ اچانک ہاتھ اور ہونٹوں کی جنبش رک گئی تھی انہوں نے غور سے سامنے لگی اپنی اور ظفر کی شادی کی تصویر کو دیکھا۔ پندرہ سال گزر جانے کے بعد۔۔۔ جب بھی وہ اپنی اور ظفر کی یہ تصویر دیکھتی تھیں ان کی آنکھیں نم ہو جاتی تھیں۔

تصویر کو دیکھتے دیکھتے ان کے دماغ نے ماضی کا سفر شروع کر دیا تھا۔

ان کا اس دنیا میں سوائے اپنے ماموں کے اور کوئی نہیں تھا۔ انہوں نے بڑی مشکل سے ایف اے تک تعلیم دلوائی تھی یہی اس کے لیے بہت بڑا احسان تھا۔ اس گھر میں رہنے اور مامی کی کڑوی کسیلی باتوں سے بچنے کے لیے وہ دن رات کام میں مصروف رہتیں۔ دن رات ایسے ہی گزر رہے تھے۔ پتا نہیں خدا کو ان کی کون سی ادا پسند آئی تھی کہ ظفر کا رشتہ ان کے لیے آیا۔ وہ اپنے بڑے بھائی اور بھابھی کے ساتھ رہتے تھے۔ ظفر سے شادی کے بعد بھی انہیں اپنی خوش قسمتی پر یقین نہیں آتا تھا۔ ظفر کے گھر والے ان کا اس قدر خیال رکھتے تھے کہ وہ مغرور سی ہو جاتی تھیں۔

پھر ایک سال بعد ان کی دنیا میں ماہ رخ نے آ کر مزید رنگ بھر دیے تھے۔ جس وقت ماہ رخ پیدا ہوئی مظفر بھائی کے چار بچے تھے سب سے بڑی بیٹی ثانیہ چھ سال کی' تیمور سات' سلمان تین اور سحر ایک سال کی تھی جب ماہ رخ پیدا ہوئی تو سب سے زیادہ ظفر خوش تھے۔ وہ اتنی پیاری تھی کہ سب بے ساختہ اسے پیار کرتے تھے۔ وہ بہت کم ان کے پاس رہتی تھی زیادہ تر وہ ثانیہ یا تیمور کی گود میں ہوتی۔ وقت اپنی رفتار سے گزر رہا تھا جب اچانک ایک بار پھر ان کی دنیا اندھیر ہو گئی تھی۔

ماہ رخ دو سال کی تھی جب ظفر صبح دفتر کے لیے نکلے اور پھر زندہ واپس نہیں آئے۔ ان کی بیٹی کو تو ابھی صحیح طرح سے پاپا بھی کہنا نہیں آتا تھا۔ انہوں نے ماہ رخ کے حوالے سے کتنے خواب دیکھے تھے۔ وہ سب ادھورے رہ گئے تھے۔

ان کا دنیا میں تھا ہی کون جہاں وہ اب جاتیں۔ ماموں نے شادی کرنے کے بعد بھی جھانک کر بھی نہیں دیکھا وہ کیسی ہے۔ ایسے میں مظفر بھائی اور حلیمہ بھابھی نے صحیح معنوں میں ظفر کے بھائی بھابھی ہونے کا حق ادا کیا تھا۔ ہر وہم ہر اندیشہ جو ان کے دل میں پیدا ہوا تھا۔ وہ خود بخود ختم ہو گیا تھا۔

ہر گزرتے پل کے ساتھ ان لوگوں کے لیے ان کے دل میں احترام اور محبت کے جذبات بڑھتے گئے۔ گھر میں جب بھی کوئی چیز آتی تو سب سے پہلے ماہ رخ کو ملتی پھر کوئی اور لے سکتا تھا۔ مظفر بھائی کی تو اس میں جان تھی۔ اس کے

منہ سے نکلنے والی ہر بات کو وہ پورا کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ ان کے بے جا لاڈ پیار نے اسے کافی حد تک منہ پھٹ اور ضدی بنا دیا تھا۔ وہ ڈرتی تھیں پتہ نہیں ماہ رخ کی قسمت میں کیا لکھا ہے؟ لیکن جب بھی وہ اس پر سختی کرتیں یا اسے سمجھاتیں وہ سیدھا اپنے تایا تائی کے پاس پہنچ جاتی اور اگر وہ نہ ملتے تو تیمور کے پاس کیونکہ وہ ہمیشہ ان کے سامنے چپ ہو جاتی تھیں۔

چوکیدار کی آواز پر انہوں نے چونک کر گھڑی کی طرف دیکھا جہاں ایک بج رہا تھا۔ انہوں نے گہرا سانس لے کر اپنی نم آنکھوں کو صاف کیا اور اٹھ کر لائٹ آف کر دی۔

☼ ☼ ☼

"ماہ رخ۔" نیچے سے آتی مظفر صاحب کی آواز پر اس کا بریڈ کی طرف بڑھتا ہاتھ رک گیا تھا۔ اس نے چور نظروں سے پیاز کاٹتی ماں کو دیکھا اور چپکے سے کرسی کھسکا کر اٹھی۔

"ماہ رخ۔" تبھی رخشندہ اسے ٹوک دیا۔

"امی!" وہ منہ بسور کر کھڑی ہو گئی۔ "امی! بڑے پاپا مجھے بلا رہے ہیں۔"

"مجھے تو آواز نہیں آئی۔" رخشندہ نے چھری کو ٹوکری میں رکھ کر اس کی طرف دیکھا، تب ہی مظفر صاحب کی دوبارہ آواز آئی۔

"سنا!" اس نے ماں کو دیکھ کر نیچے دوڑ لگا دی وہ سیدھی کچن سے ملحقہ ڈائننگ روم میں آئی۔

"آہا، میری گڑیا رانی آ گئی۔ کب سے انتظار کر رہا ہوں۔" انہوں نے کرسی پر بیٹھے بیٹھے دونوں بانہیں پھیلا دیں وہ ان کے سینے سے جا لگی تو انہوں نے اس کا چہرہ چوم لیا۔

"اگر باپ بیٹی کے لاڈ ختم ہو گئے ہوں تو ناشتہ کر لیں۔" حلیمہ نے کچن سے نکل کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیوں میرے شیر! ابھی ناشتا تو نہیں کیا؟ تمہارے انتظار میں میں اب تک بھوکا بیٹھا ہوں۔"

مظفر صاحب کے کہنے پر اس نے زور سے سر نفی میں ہلا دیا تو وہ مسکرا دیے۔

"ایک تو آپ لوگ دس بجے سو کر اٹھتے ہیں جس وقت دنیا دوپہر کے کھانے کی فکر میں ہوتی ہے۔ میں آپ کا ناشتہ بنا رہی ہوتی ہوں۔" حلیمہ نے کپ میں چائے ڈال کر ان کے آگے رکھی۔

"بھئی کیا کریں بیگم! ہم ہوئے فارغ لوگ اور فارغ لوگوں کو اور کام ہی کیا ہوتا ہے کھانا اور سونا۔" انہوں نے مسکرا کر چائے کی پیالی لبوں سے لگائی۔

"کیوں بیٹا! تمہارا رزلٹ کب آ رہا ہے؟"

"پتہ نہیں بڑے پاپا! کل سدرہ کا فون آیا تھا وہ بتا رہی تھی اس ماہ کے اینڈ تک اب دیکھیں۔" وہ چائے پیتے ہوئے انہیں بتانے لگی۔

"چلو دیکھتے ہیں۔" انہوں نے خالی پیالی میز پر رکھ دی۔

"سنیے! اب آپ فارغ ہیں پلیز! یہ فون کا بل جمع کروا دیں۔" حلیمہ نے فون کا بل ان کے سامنے رکھا تو انہوں نے سستی سے سامنے پڑے بل کو دیکھا۔

"بھئی مجھ میں اتنی لمبی لائن میں لگنے کی ہمت نہیں تیمور کو دیتیں وہ جمع کروا دیتا۔"

"تیمور یونیورسٹی گیا ہے شام کو جاب پر چلا جائے گا رات کو تھکا ہارا آئے گا اب وہ کس وقت جمع کروائے؟"

"اور سلمان کہاں ہے؟"

"وہ بھی کالج گیا ہے۔" تیکھے انداز میں کہا۔

"اچھا بابا جاتا ہوں اور ماہ رخ ہم کیرم سیٹ کر دو واپس آ کر ہم کھیلتے ہیں۔" وہ اس کے سر پر چپت لگاتے ہوئے باہر نکل گئے۔

☼ ☼ ☼

"ہو گیا ناشتا؟" ماہ رخ نے اپنے پیچھے رخشندہ کی آواز سنی۔

"کیوں رخشندہ! آج کچھ نہیں پکانا؟"

"نہیں بھابھی! کل کا بھی سارا سالن ویسے ہی پڑا ہے۔ یہ لڑکی تو ناشتا، کھانا بھی اکثر نیچے کرتی ہے اب اکیلے اپنے لیے کیا اہتمام کروں؟" "اسی لیے کہتی ہوں تم بھی نیچے آ جایا کرو۔" رخشندہ مسکرا دیں۔

"بھابھی اکیلے ہی کرنے کو ہوتا کیا ہے اب ہنڈیا بھی نہ پکاؤں تو کیا کروں اور ماہ رخ تو جب سے فارغ ہوئی ہے اور بے کار ہو گئی ہے ہر وقت ٹی وی یا کھیل میں تو حیران ہوتی ہوں بھائی صاحب سارا دن اس کے ساتھ لگے رہتے ہیں تھکتے نہیں۔" حلیمہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑیں۔

"دونوں فارغ ہو ہیں جب سے انہوں نے بینک سے ریٹائرمنٹ لی ہے تب سے بالکل بچے بن گئے ہیں۔" ماہ

"تم کہاں جا رہی ہو؟" اس کو اٹھتا دیکھ کر رخشندہ نے پوچھا۔

"میں کیرم کھیلنے جا رہی ہوں آج میری اور بڑے بابا کی برگر کی شرط لگی ہے۔" ماہ رخ کے جاتے ہی وہ دونوں مسکرا دیں۔

۞ ۞ ۞

دو سیڑھیوں کو عبور کرنے کے بعد جب ہینڈل پر دباؤ ڈال کر دروازہ کھولنا چاہا تو وہ لاک تھا۔ اس نے چابی نکالنے کے لیے ہاتھ جینز کی جیب میں ڈالا ہی تھا کہ دروازہ کھل گیا۔ نیند سے بوجھل آنکھوں کے ساتھ سحر اس کے سامنے کھڑی تھی۔ لاؤنج میں داخل ہو کر اس نے ہاتھ میں پکڑی فائل صوفے پر پھینکی اور وہیں ڈھیر ہو گیا۔

"بھائی آپ کے لیے کھانا گرم کروں۔" وہ آنکھیں بند کر کے لیٹا تھا جب اس نے سحر کی آواز سنی۔

"نہیں سوئی! تم سو جاؤ میں خود گرم کر لوں گا۔"

"نہیں بھائی! میں گرم کر دیتی ہوں۔"

"اٹس او کے سحر! تم جاؤ۔" تیمور نے اس کا بازو پکڑ کر اس کا رخ کمرے کی طرف کیا اور کچن میں داخل ہو کر اس نے کھانے کا جائزہ لیا۔ پلیٹ میں دال چاول نکالے اور سیدھا ڈائننگ روم میں آ گیا اس سے پہلے وہ کرسی پر بیٹھتا اس کی نظر مظفر صاحب پر پڑی جو جانے کب سے کھڑے اس کا جائزہ لے رہے تھے۔ وہ اپنی تھکن کو چھپانے کے لیے کھل کر مسکرایا۔

"ارے پاپا! آپ ابھی سوئے نہیں۔" وہ حیرت سے بولا۔

"تم کھانا شروع کرو۔" تیمور کو ایسے ہاتھ روکے بیٹھا دیکھ کر انہیں ٹوکنا پڑا تو وہ مسکرا کر پلیٹ پر جھک گیا۔ لیکن گاہے بگاہے وہ ان پر نظر بھی ڈال لیتا' جو دونوں ہاتھوں کو ٹھوڑی پر جمائے پرسوچ انداز میں اسے دیکھ رہے تھے۔

"پاپا! کوئی خاص بات ہے!" جب اس سے رہا نہ گیا تو وہ پوچھ بیٹھا' وہ چونکے۔ پھر شرارت سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"میں دیکھ رہا ہوں میرا بیٹا دن بہ دن زیادہ ہینڈسم ہوتا جا رہا ہے۔" ان کی بات پر وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"پاپا! آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں۔"

"تم مذاق سمجھ رہے ہو۔" وہ اب بھی مسکرا رہے تھے۔

"تمہارا M.B.A کیسا جا رہا ہے؟"

"بہت اچھا' اب تو کچھ دنوں تک پیپرز ہونے والے ہیں۔" وہ پلیٹ اٹھا کر کچن کی طرف مڑ گیا۔

"پاپا چائے پئیں گے؟" وہ سامنے دیوار کی طرف دیکھ رہے تھے۔ جب انہوں نے تیمور کی آواز سنی۔

"دو گے تو پی لیں گے۔" ان کے انداز پر تیمور مسکرا دیا۔

"تمہاری جاب کیسی جا رہی ہے؟" اس کے بیٹھتے ہی مظفر صاحب نے پوچھا وہ یونیورسٹی کے بعد ایک کمپیوٹر سینٹر میں جاب کرتا تھا جو اس کے دوست کا تھا۔

"بالکل ٹھیک۔" وہ چائے کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھرنے لگا۔ اڑتی ہوئی بھاپ کے پیچھے سے مظفر صاحب نے غور سے اس کے اترے ہوئے چہرے کو دیکھا۔ ان کی اولاد میں سب سے خوب صورت تیمور تھا اور اس میں بھی شک نہیں تھا کہ فرمانبردار بھی وہی تھا۔ اسی لیے ان کو اور اس کی ماں کو سب سے زیادہ محبت اسی سے تھی۔ جب سے انہوں نے ریٹائرمنٹ لی تھی اس نے کبھی بھی ان سے ایک روپے کا بھی سوال نہیں کیا تھا۔ اپنے پیڑے

یونیورسٹی کا خرچ سب وہ خود ہی پورا کرتا تھا۔ صبح کا نکلا رات کو گیارہ ساڑھے گیارہ واپس آتا تھا اور سب سے بڑی بات جو انہیں تکلیف دیتی تھی۔ وہ اپنے دل کی بات کسی سے نہیں کہتا تھا۔ تیمور کتنی دیر سے خود پر ان کی نظریں بھی محسوس کر رہا تھا۔ آخر کار اس نے کپ ٹیبل پر رکھ دیا اور مسکرا کر ان کی طرف متوجہ ہوا۔

"پاپا! مجھے بتا دیں بات کیا ہے؟" وہ شرارت سے انہیں دیکھنے لگا تو انہوں نے سر جھکا لیا اور جب چہرہ اٹھایا تو وہ کافی سنجیدہ تھے۔

"تیمور! تم یہ جاب چھوڑ دو' تمہارا باپ ابھی اس قابل ہے کہ تمہیں....." ان کے لہجے میں ایسا کچھ تھا کہ وہ ایک پل کے لیے اپنی جگہ پر ساکت ہو گیا۔

"پاپا! آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں' آپ تو جانتے ہیں مجھے کمپیوٹر میں کتنا انٹرسٹ ہے اور شاہد کو بھی کسی کی ضرورت تھی اس طرح میرا شوق بھی پورا ہو جاتا ہے اور آرام سے پیسے بھی ہاتھ آ جاتے ہیں۔" وہ ہلکے پھلکے انداز میں وضاحت دینے لگا۔

"تم اس طرح مسکرا کر کب تک مجھے دھوکا دو گے میں تمہارا باپ ہوں کیا تمہارے چہرے کی تھکن مجھے نظر نہیں آتی۔ باقی سب کی ضرورتیں بھی تو پوری ہوتی ہیں' پھر صرف تم ہی کیوں خود کو ہلکان کرتے ہو۔ جب میں نہیں رہوں گا پھر تو سب تمہیں ہی کرنا ہے۔" مظفر صاحب کے لہجے پر وہ دہل کر رہ گیا۔

"پاپا! آپ ایسا کیوں سوچتے ہیں۔ آپ سدا سلامت رہیں۔ کیا میں نہیں جانتا پچھلے سال ثانیہ کی شادی پر کتنا خرچ آیا تھا' سلمان کا ایم بی بی ایس کا دوسرا سال ہے اس کے اپنے اتنے خرچے ہیں۔ سحر اور ماہی کی پڑھائی پورے گھر کا خرچ یہ سب تو آپ ہی کرتے ہیں میں تو نہیں کرتا نا۔ میں تو صرف اپنی پڑھائی کا خرچ اٹھا رہا ہوں۔ اگر میں اپنے لیے کچھ کرتا ہوں تو یہ آپ پر احسان تو نہیں۔" اس نے کچھ دیر رک کر غور سے ان کا چہرہ دیکھا۔ ان کی آنکھیں نم تھیں۔ اس کا دل اندر تک دکھی ہو گیا۔

"آئندہ آپ کوئی فضول بات نہیں سوچیں گے۔ اب آپ سو جائیں میں بھی سونے جا رہا ہوں' کیونکہ پڑھنے کا تو ٹائم نہیں رہا۔" وہ گھڑی دیکھتے ہوئے اٹھا تو وہ اس کا ماتھا چوم کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے جبکہ وہ بھی مسکرا کر اپنے کمرے کی طرف مڑ گیا۔

پندرہ منٹ سے زیادہ ہو گئے تھے ماہ رخ کو کمرے میں ٹہلتے ہوئے۔ مظفر صاحب نے اخبار سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا اور اخبار سائڈ پر رکھ دیا۔

"ماہ رخ بیٹا! بیٹھ جاؤ اور کتنی دیر تک چکر لگاؤ گی۔ تمہیں اس طرح چلتا دیکھ کر میری ٹانگوں میں درد شروع ہو گیا ہے۔" ان کی بات پر وہ رک کر انہیں دیکھنے لگی پھر پریشان چہرے کے ساتھ ان کی طرف آ گئی۔

"بڑے پاپا! سلمان بھائی اب تک کیوں نہیں آئے کہیں میں فیل تو نہیں ہو گئی۔" اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"تم دیکھنا بہت اچھے مارکس آئے ہوں گے۔" مظفر صاحب اسے تسلی دینے لگے' لیکن وہ پریشانی سے ہونٹ چبا رہی تھی۔

"اس لڑکی کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔" اس کی رونی شکل دیکھ کر رخشندہ نے اسے گھورا۔

تبھی دروازہ کھول کر سلمان اندر داخل ہوا۔ ماہ رخ بے ساختہ کھڑی ہوئی۔ اس نے غور سے سلمان کا چہرہ دیکھا جو بہت سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی سب سے پہلے نظر گھبرائی ہوئی ماہ رخ پر پڑی۔ پھر وہ حلیمہ اور رخشندہ کی طرف دیکھ کر بولا۔

"میں نے منع بھی کیا تھا مجھے مت بھیجیں پر میری تو کوئی سنتا ہی نہیں' ایسے نکمے لوگوں کا رزلٹ لینے جاؤ تو ایسے ہی انسلٹ ہوتی ہے۔ ایک نہیں پورے دو سبجیکٹ میں سپلی میں تو وہیں شرمندہ ہو گیا۔ توصیف بھی میرے ساتھ تھا کیا سوچتا ہو گا۔ مستقبل قریب کے اتنے قابل ڈاکٹر کی کزن اتنی نکمی۔" وہ جو پہلے ہی اتنی پریشان تھی سپلی کا سن کر دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر رونے لگی۔ سلمان نے سٹپٹا کر اسے دیکھا۔ مظفر صاحب اٹھ کر اس کے پاس آئے۔

"ماہ رخ۔" انہوں نے اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹانے کی کوشش کی اور زور زور سے رونے لگی۔ سلمان سٹپٹا کر اس کی طرف آیا۔

"ماہ رخ! پلیز رونا بند کرو۔ میں مذاق کر رہا تھا' دیکھو تمہارے کتنے زبردست مارکس آئے ہیں۔" سلمان کی بات پر اس نے جلدی سے اس کی طرف دیکھا تو اس نے ایک

چٹ اس کے آگے کردی۔

ماہ رخ نے غصے سے مکا اس کے کندھے پر دے مارا۔ وہ بے چارہ صرف کندھا سہلا کر رہ گیا۔

"تم کوئی کام سیدھی طرح نہیں کر سکتے اتنی خوشی پر بھی میری ممی کو رلا دیا۔" مظفر صاحب نے بھی اسے گھورا۔ سب نے اسے گفٹس بھی دیے بقول ان کے وہ پہلے سے جانتے تھے اس کے نمبر اتنے ہی اچھے ہوں گے۔

"میں تیمور بھائی کو فون کر کے بتا دوں۔" وہ فون کی طرف بھاگی۔

"ہاں جلدی سے بتا دو ورنہ کھانا ہضم نہیں ہو گا۔" سلمان نے پیچھے سے ہانک لگائی تو سب مسکرا دیے۔

☼ ☼ ☼

اسے کالج جاتے دو ماہ سے زیادہ ہو چکے تھے اور پڑھائی زور و شور سے جاری تھی کالج نے اسے اچھا خاصا مصروف کر دیا تھا۔ کل فزکس کے ٹیسٹ کی وجہ سے وہ رات کو دیر سے سوئی تھی۔ لہٰذا اب کالج سے آتے ہی وہ کھانا کھائے بغیر سو گئی۔ شام کو جب وہ اٹھی تو موسم بہت زبردست ہو رہا تھا وہ ہاتھ منہ دھو کر نیچے آ گئی جہاں کچن سے زبردست خوشبو اٹھ رہی تھی۔

"واہ بھئی یہاں تو خانہ داری ہو رہی ہے۔" اس نے سحر کو دیکھ کر کہا جو پکوڑے تل رہی تھی۔

"کیا کروں موسم ہی اتنا زبردست ہو رہا ہے سوچا کوئی اچھی سی چیز کھائی جائے۔" سحر نے پکوڑے پلیٹ میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"اللہ تمہارا بھلا کرے سچ صبح سے ایک سلائس کے علاوہ کچھ نہیں کھایا۔" ماہ رخ نے پلیٹ میں کیچپ ڈالتے ہوئے کہا۔

"تم بھی ہر چیز کو سر پر سوار کر لیتی ہو اگر اتنا زیادہ نہیں پڑھو گی پھر بھی مجھے یقین ہے تمہارے بہت اچھے مارکس آئیں گے۔"

"ہو سکتا ہے لیکن میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتی۔ میں چاہتی ہوں میرے مارکس اتنے اچھے ہوں کہ مجھے آسانی سے میڈیکل میں ایڈمیشن مل جائے اور یہ گھر میں اتنی خاموشی کیوں ہے؟" اچانک اس نے کچن سے باہر جھانکتے ہوئے پوچھا۔

"سب ثانیہ باجی کی طرف گئے ہیں۔"

"گاڑی کیسی ہے؟" اس نے پلیٹ سے ایک پکوڑا اٹھاتے ہوئے سحر کو دیکھا۔

"نہیں تیمور بھائی گھر پر تھے ان کے ساتھ گئے ہیں بس دعا کرو کہیں راستے میں خراب نہ ہو جائے بے چاری ہے بھی پرانے ماڈل کی۔" سحر نے برا سا منہ بنا کر کہا تو وہ ہنس پڑی۔

"ہیلو لیڈیز کیا ہو رہا ہے۔" سلمان اچانک اندر آ کر زور سے بولا۔

"ہاں بھئی بڑی لیڈی آج ہم غریبوں کے لیے کیسے وقت مل گیا۔" ماہ رخ کو پکوڑوں سے انصاف کرتے ہوئے سلمان نے چھیڑا۔

"ہم اکثر غریبوں پر اس قسم کے احسان کرتے رہتے ہیں۔" ماہ رخ کی بے نیازی میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ سلمان کچھ دیر کھڑا اسے گھورتا رہا پھر اچانک اس نے ماہ رخ کے آگے سے پلیٹ اٹھا کر باہر دوڑ لگا دی۔ ایک پل کے لیے وہ حیران رہ گئی تھی اور اگلے ہی پل وہ چیختی ہوئی کچن سے باہر تھی۔

اندر داخل ہوتے تیمور کی پہلی نظر تیزی سے بولتی ہوئی ماہ رخ پر پڑی وہ بے اختیار مسکرا دیا۔

"کیسی ہو ماہی؟"

"بالکل ٹھیک۔" وہ چپ ہو گئی۔

"سحر! شاپرز میرے بیگ کے پاس رکھ آؤ۔" تیمور نے پاس کھڑی سحر کو شاپرز پکڑاتے ہوئے کہا۔

"تیمور! ایک بار پھر سوچ لیتے ابھی تو تم پیپرز سے فارغ ہوئے ہو اور پھر اتنی دور کراچی جانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔" ماہ رخ نے حیرت سے مظفر صاحب کو دیکھا۔

"پاپا میں فارغ رہ کر کیا کروں گا کراچی والی جاب اچھی ہے اور پھر جب رزلٹ آ جائے گا تو میں واپس لاہور آ جاؤں گا۔" تیمور نے تسلی دینے والے انداز میں کہا تو بات ماہ رخ کی سمجھ میں آئی۔

"تیمور بھائی! آپ کراچی جا رہے ہیں؟" اس نے حیرت سے تیمور کو دیکھا۔

"ہاں ایک اچھی جاب مل رہی ہے سوچا ٹرائی کرنے میں کیا حرج ہے۔" وہ کچھ دیر تو حیرت سے تیمور کو دیکھتی رہی پھر آہستہ آہستہ اس کی آنکھیں پانی سے بھرنے لگیں۔ مظفر صاحب اور تیمور نے گھبرا کر اس کی طرف دیکھا۔

"تیمور بھائی! آپ اتنی دور اکیلے کیسے رہیں گے اور میں

کیا کروں گی آپ کے بغیر۔" کہتے کہتے وہ رو پڑی۔ تیمور جو بہت غور سے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا ایک دم مسکرا کر مظفر صاحب کی طرف دیکھا۔

"پاپا! یہ بالکل پاگل ہے۔"

"بیٹا! تیمور بچہ تو نہیں ہے نا وہ وہاں اپنے دوست کے ساتھ رہے گا اور اگر تیمور جا رہا ہے تو میں تو تمہارے پاس ہوں نا۔" ان کی بات پر اس نے منہ بسورتے ہوئے آنسو صاف کر لیے۔

☼ ☼ ☼

"کیا یار! یہ کتابیں بھی کتنی بور ہیں۔" سدرہ نے پریکٹیکل کاپی کو ٹیبل پر پٹخا۔

"جب سے کلاسیں شروع ہوئی ہیں تب سے اب تک سوائے کتابوں کو الٹنے کے اور کیا ہی کیا ہے۔" ثمین نے بھی اپنی بھڑاس نکالی۔

"تم کتابوں کی بات کرتی ہو میں نے تو اس سائنس ڈپارٹمنٹ کے علاوہ کالج کا دوسرا حصہ بھی صحیح طرح سے نہیں دیکھا۔" عروج بھی کافی اکتائی ہوئی تھی۔

"ویسے ماہ رخ! کیا بات ہے کچھ دنوں سے تم اپنے تیمور بھائی کا ذکر نہیں کر رہیں۔" سدرہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"وہ تیمور بھائی آج کل یہاں نہیں ہیں وہ کراچی چلے گئے ہیں جاب کے سلسلے میں۔" جب وہ بولی تو اداسی اس کے چہرے سے بھی جھلکنے لگی تھی۔

"تم اداس ہو گئی ہو؟" عروج نے اسے مضمحل دیکھ کر پوچھا۔

"بہت زیادہ' ان کے بغیر مزہ بھی نہیں آتا۔"

"کیوں تمہارے سلمان بھائی نہیں؟" ثمین نے اس سے پوچھا۔

"تو سلمان بھائی' تیمور بھائی جیسے نہیں ہیں۔ تیمور بھائی بہت اچھے ہیں جبکہ سلمان بھائی...." اس نے بری سی شکل بنائی۔

"انہیں سوائے مجھ سے لڑنے اور تنگ کرنے کے کوئی کام نہیں آتا' کل میری تیمور بھائی سے بات ہوئی تھی۔" وہ انہیں تیمور کی باتیں بتانے لگی' جبکہ وہ تینوں مسکراتے ہوئے اس کا چہرہ دیکھنے لگیں۔

☼ ☼ ☼

فرسٹ ایئر میں اس کے بہت اچھے مارکس آئے تھے۔ اور وہ میرٹ کے مطابق نمبر حاصل کرنے کے لیے اور زیادہ محنت کر رہی تھی وہ ٹیوشن جانے کے لیے کپڑے پریس کر رہی تھی جب نیچے سے آتی آوازوں پر وہ گھبرا کر نیچے بھاگی جہاں سب دروازے کے گرد تیمور کو گھیرے کھڑے تھے۔

"تیمور بھائی!" وہ وہیں سے چلاتی ہوئی ان لوگوں کے قریب آ گئی۔ اس کی اس حرکت پر تیمور سمیت سب مسکرا دیے۔

"کیسی ہو ماہی؟"

"بالکل ٹھیک' آپ کیسے ہیں؟" ماہ رخ کے پوچھنے پر وہ صرف مسکرایا۔

"تیمور بھائی! آپ نے کہا تھا کہ آپ ہر ماہ آئیں گے۔ لیکن اتنے مہینوں میں آپ ایک بار بھی نہیں آئے۔" ہمیشہ کی طرح تیمور کو دیکھتے ہی وہ شروع ہو چکی تھی۔

"آپ وعدہ کر کے گئے تھے پھر بھی۔" اس کے غصے پر اس نے بے بسی سے مظفر صاحب کو دیکھا جو مزے سے ماہ رخ کی باتیں سن رہے تھے۔

"ہم سے اچھی تو ماہ رخ ہے کم از کم آپ کی کلاس تو صحیح طرح سے لیتی ہے۔" سحر نے مسکرا کر پہلے ماہ رخ کو پھر تیمور کو دیکھا۔

"میں اسے شیرنی ایسے ہی تو نہیں کہتا۔" سلمان نے مسکرا کر اس کے سر پر چپت لگائی۔

"بس جہاں کھڑے ہوتے ہو وہی لڑنا شروع کر دیتے ہو کب سے میرا بچہ دروازے میں کھڑا ہے اسے اندر تو آنے دو۔" حلیمہ کی بات پر ماہ رخ نے شرمندگی سے تیمور کی طرف دیکھا' جو اب تک ایک بیگ زمین پر رکھے اور دوسرا بیگ ہاتھ میں پکڑے کھڑا تھا۔

تیمور نے اس کے اور سحر کے پاس ہونے کی خوشی میں اسے لاکٹ اور سحر کو ٹاپس دیے تھے۔ رخشندہ نے ایک نظر ماہ رخ کی طرف دیکھا جو لاکٹ پہن رہی تھی۔

"تیمور بیٹا! یہ تو بہت مہنگا ہو گا اس کی کیا ضرورت تھی۔" رخشندہ نے ایک بار پھر ماہ رخ کے گلے میں جگمگاتے ہوئے لاکٹ کو دیکھا۔

"چچی جان! ماہی نے اتنے اچھے مارکس لیے ہیں سحر کے لیے میں گفٹ لیتا اور ماہی کے لیے نہ لیتا یہ تو ہو نہیں سکتا

نے اجازت دی تو میں نے خرید لیا۔" اس نے مسکرا کر بات ختم کر دی۔

✿ ✿ ✿

"اچھا ماہ رخ! ایک بات تو بتاؤ تمہیں تیمور بھائی کیسے لگتے ہیں۔" عروج نے تیزی سے نوٹس لکھتے ہوئے ماہ رخ کو دیکھا۔

"اچھے لگتے ہیں۔" وہ بدستور کام میں مگن تھی۔

"تم انہیں کیسی لگتی ہو؟"

"اچھی لگتی ہوں گی۔" وہ اب بھی ٹھیک طرح سے اس کی طرف متوجہ نہیں تھی۔ سدرہ نے اس کے ہاتھ سے پین چھین لیا تو اس نے غصے سے اسے گھورا۔

"ہم کیا پوچھ رہے ہیں پہلے اس کا جواب دو۔ تیمور بھائی تمہیں کیسے لگتے ہیں؟" اب وہ جھنجلا کر اسے دیکھنے لگی۔

"کہہ تو رہی ہوں اچھے لگتے ہیں۔"

"اتنے اچھے ہیں کہ ان سے شادی کی جا سکے؟" سدرہ کے سوال پر اب وہ چونکی اس نے سنجیدگی سے ان تینوں کے چہرے پر نظر دوڑائی جن کے چہروں پر دبی دبی ہنسی تھی۔

"سدرہ! وہ میرے بھائی ہیں۔" وہ قدرے غصے سے بولی۔

"کزن ضروری نہیں بھائی ہو کبھی کبھی وہ کچھ اور بھی ہوتے ہیں جیسے ثمین کا کزن اس کا منگیتر ہے۔" سدرہ کی بات پر غصے سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"یہ ضروری نہیں ثمین! کہ کزن اگر اس کا منگیتر ہے تو سب کزن منگیتر ہی بن جائیں۔" وہ غصے سے وہاں سے اٹھ گئی۔

اس دن تو بات آئی گئی ہو گئی، لیکن پھر ہر روز سدرہ کے پاس یہی ٹاپک ہوتا تھا۔ ماہ رخ اب ان سے کترانے لگی تھی۔ اس دن بھی لیب میں وہ لوگ پریکٹیکل کے لیے بیٹھے تھے۔ ثمین اپنے منگیتر کی بات کر رہی تھی جب بات گھوم پھر کر اس پر آ رکی۔ وہ جھنجلا کر کھڑی ہوئی لیکن ثمین نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے واپس بٹھا لیا۔

"اس طرح سچ سے کب تک بھاگو گی۔"

"تم کہنا کیا چاہتی ہو؟" ماہ رخ کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اس کا سر پھاڑ دیتی۔

"میں صرف یہ چاہتی ہوں تم یہ مان لو کہ تمہارا کزن تیمور تمہیں پسند کرتا ہے۔" سدرہ کی بات پر وہ روہانسی ہو گئی۔

"سدرہ! پلیز مجھے پریشان مت کرو۔ وہ مجھے اچھے لگتے ہیں اور میں بھی لیکن جس طرح رنگ تم اسے دے رہی ہو وہ غلط ہے۔"

"چلو مان لیا میں غلط ہوں لیکن فرض کرو اگر وہ تم سے محبت کرتے ہوں تو؟" سدرہ کی بات پر وہ ساکت نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ سدرہ نے ایک نظر اس کے ساکت چہرے پر ڈالی پھر بولی۔

"میرا مقصد تمہیں پریشان کرنا نہیں میں اتنے سالوں سے تمہارے ساتھ ہوں مجھے جو محسوس ہوا میں نے کہہ دیا۔ ہم بھی جوائنٹ فیملی میں رہتے ہیں۔ میرے کزن بھی ہیں لیکن مجھے کبھی کسی نے اتنا قیمتی گفٹ نہیں دیا۔" اس کا اشارہ ماہ رخ کے گلے میں پہنے ہوئے لاکٹ کی طرف تھا۔

"تمہاری ہر چھوٹی سے چھوٹی بات تمہارے تیمور بھائی کو یاد ہوتی ہے تمہارے منہ سے نکلنے والی ہر بات وہ پوری کرتے ہیں کیوں؟ جبکہ سلمان بھی ان کا بھائی ہے تمہارا کزن ہے وہ یہ سب کیوں نہیں کرتا؟" کچھ دیر ماہ رخ کا چہرہ دیکھنے کے بعد دوبارہ بولی۔

"سب تمہیں ماہ رخ کہتے ہیں صرف تمہارے تیمور بھائی تمہیں ماہی کیوں کہتے ہیں۔" سدرہ کی بات پر اس کے ساکت وجود میں جنبش ہوئی۔

"اس لیے ماہ رخ! کہ وہ تمہیں کسی اور نظر سے دیکھتے ہیں۔ ایک اندھے کو بھی نظر آ جائے کہ تیمور بھائی تمہیں پسند کرتے ہیں۔ ہمیں محسوس ہونے لگا ہے پتا نہیں تمہیں آج تک کیوں پتا نہیں چلا۔ ان کے دور جانے سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے تم اداس ہو جاتی ہو ان کے واپس آنے پر تم خوش ہوتی ہو اسے تم کیا کہو گی تم بھی ان سے محبت کرتی ہو۔" ماہ رخ نے سدرہ کی طرف دیکھا لیکن بولی کچھ نہیں۔

"تمہیں یاد ہے ایک بار عروج نے تم سے پوچھا تھا کہ جب بھی تمہیں کوئی پرابلم ہو تو سب سے پہلے تمہارے ذہن میں کس کا نام آتا ہے جو تمہارے خیال میں تمہاری مشکل حل کر دے گا۔ تب تم نے ایک سیکنڈ کا انتظار کیے بغیر تیمور کا نام لیا تھا لیا تھا نا؟" سدرہ نے اس سے تصدیق چاہی تو اس کا سر بے ساختہ اثبات میں ہل گیا۔

"تو اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے جس سے انسان سب سے

زیادہ محبت کرتا ہو جس پر اسے مان ہو، وہی اسے مصیبت میں یاد آتا ہے اور تمہیں ہمیشہ تیمور بھائی یاد آتے ہیں حالانکہ تمہاری امی ہیں، تمہارے بڑے پاپا، تمہاری بڑی امی، سلمان بھائی یہ سب کیوں نہیں یہ بھی تو تمہارے اپنے ہیں؟"

ماہ رخ بے بسی سے ہونٹ کاٹنے لگی۔

"مان لو ماہ رخ! کہ تمہارے تیمور بھائی تم سے محبت کرتے ہیں اور تم ان سے۔ کبھی ان کی آنکھوں میں جھانک کر دیکھنا۔ تمہیں پتا چل جائے گا اور اگر یہ نہ کر سکو تو اپنے دل میں جھانک لینا وہاں سے تمہیں زیادہ صحیح جواب مل جائے گا۔" سدرہ کی بات ختم ہونے پر اس نے نظر اٹھا کر سدرہ کو دیکھا اور ایک نظر خاموش بیٹھی ثمین اور عروج کو دیکھا اور دوسرے ہی پل وہ اپنی کتابیں اٹھا کر تیزی سے کلاس روم سے باہر نکل گئی۔

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو بات بار بار ہم سے کہی جائے نا چاہتے ہوئے بھی دل اس بارے میں سوچنے لگتا ہے۔ قطرہ قطرہ اگر پتھر پر بھی پانی گرتا رہے تو اس میں بھی سوراخ ہو جاتا ہے وہ تو پھر ایک لڑکی تھی نرم و نازک جذبات رکھنے والی۔ جس میں سب کی طرح چاہے جانے کی خواہش بھی رہتی، ناں کرتے ہوئے بھی وہ تیمور کے بارے میں سوچنے لگی تھی۔ تیمور کو سوچنا اسے اچھا لگنے لگا تھا۔ شروع میں اپنی ہی کیفیت سے ڈر لگتا تھا۔ وہ اس حقیقت کو تسلیم نہیں کر پا رہی تھی لیکن سدرہ کی گفتگو نے اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا۔ اسے یہ احساس ہوا کہ وہ تو تیمور کو چاہتی ہے جانے کب سے۔ اس احساس سے وہ جیسے ایک دم ہلکی پھلکی ہو گئی سب کچھ بہت خوب صورت لگنے لگا۔

تیمور شروع ہی سے اس کے لیے بہت اہم تھا اور اگر وہ اسے چاہتا ہے تو اس سے زیادہ خوش قسمتی اس کے لیے اور کیا ہو سکتی ہے۔

"تیمور۔" اس نے زیر لب اس کا نام لیا اور بے اختیار مسکرا دی۔

"شاباش، یہاں اکیلے اکیلے مسکرایا جا رہا ہے۔" سحر کی آواز پر اس نے گڑبڑا کر سر اٹھایا۔

"کچھ بہت؟" ماہ رخ کے دیکھنے پر سحر شرارت سے مسکرائی۔

"کچھ نہیں، میں پڑھ رہی تھی۔" اس نے کیمسٹری کے نوٹس اپنے آگے رکھ لیے۔

"اچھا ویسے لگتا ہے آج کل کیمسٹری کے نصاب میں لطیفے بھی شامل ہونے لگے ہیں۔"

"کیوں ہنسنا منع کیا؟" ماہ رخ اپنی گھبراہٹ پر قابو پا چکی تھی سوچ کر بولی۔

"نہیں منع تو نہیں لیکن اکیلے بیٹھ مسکرانے والے کو لوگ پاگل سمجھتے ہیں۔" سحر اس کے سامنے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی۔

"تم اوپر کیا کر رہی ہو؟" سحر نے پوچھا۔

"کل ٹیسٹ ہے سوچا تھوڑی دیر چھت پر ہی بیٹھ جاتے ہیں۔" اس نے سامنے دیوار کے پار ڈوبتے سورج کو دیکھتے ہوئے کہا۔ سحر نے ادھر ادھر کا اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد ایک بار پھر اس کا چہرہ دیکھا جو بہت غور سے غروب ہوتے ہوئے سورج کو دیکھ رہی تھی۔ سورج کی کرنوں کا عکس اس کی آنکھوں اور چہرے پر بہت واضح تھا۔

"ماہ رخ!" سحر کے پکارنے پر وہ چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"تم آج کل کون سی بیوٹی کریم استعمال کر رہی ہو۔" ماہ رخ نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے سحر کو دیکھا جو انتہائی سنجیدہ دکھائی دے رہی تھی۔

"فی الحال تو کوئی نہیں لیکن تم کیوں پوچھ رہی ہو؟"

"اس لیے کہ تم دن بہ دن نکھرتی جا رہی ہو۔" سحر کے ہنسنے پر اس نے پاس پڑی فائل اس کے سر پر دے ماری۔

"میں یہاں پڑھنے آئی تھی مجھے نہیں تھا پتا تم چڑیلوں کی طرح یہاں بھی پہنچ جاؤ گی۔" سحر اس کی شکل دیکھ کر ہنسنے لگی پھر سنبھل کر بولی۔

"اچھا گھورنا بند کرو، میں کہنے آئی تھی کہ تیمور بھائی تمہیں بلا رہے ہیں۔" سحر نے اٹھ کر کپڑے جھاڑتے ہوئے کہا تو اس نے سر اٹھا کر سحر کو دیکھا جو دیوار کے پار جھانک رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ایک ساتھ کئی دیے جل اٹھے تھے۔

جب وہ نیچے پہنچی تو لاؤنج میں مظفر صاحب کے علاوہ تیمور اور سلمان بھی تھے۔ ٹی وی پر پاکستان اور انڈیا کا کرکٹ میچ چل رہا تھا۔ پاکستان اور انڈیا کا میچ ہو اور وہ لوگ مس کر دیں یہ تو ناممکن باتوں میں سے ایک تھی۔ ان پر سب سے پہلی نظر سلمان کی پڑی تھی۔

"کہاں ہوتی ہو یار تم؟ پڑھائی کو تم نے ایسے سر پر سوار کیا ہوا ہے جیسے اگر ایک تم ڈاکٹر نہ بنیں تو پاکستان کی آدھی

آبادی شفا سے محروم رہ جائے گی۔" ماہ رخ کو دیکھتے ہی وہ شروع ہو گیا۔ وہ مسکراتے ہوئے مظفر صاحب کے پاس آگئی۔

"ہاں بھئی ڈاکٹر صاحبہ! تھوڑا سا وقت ہم بیماروں کے لیے بھی نکال لیا کریں۔"

"بڑے پاپا آپ بھی نا۔" ان کے ڈاکٹر صاحبہ کہنے پر وہ جھینپ گئی۔

"میری بیٹی نیچے آتی ہے تو رونق ہو جاتی ہے۔" حلیمہ نے جوس کا گلاس مظفر صاحب کو پکڑاتے ہوئے کہا۔

"یہ اپنی ویلیو سے آگاہ ہے اس لیے ایسا کرتی ہے۔" اس دوران پہلی بار تیمور بولا وہ مسکرا دی۔

"پاپا! آپ کی دوائی۔" سحر نے دو ٹیبلٹس اور پانی کا گلاس ان کی طرف بڑھایا تو انہوں نے بری سی شکل بنا کر سحر کو دیکھا۔

ماہ رخ نے غور سے ان کی زرد رنگت کو دیکھا وہ پہلے کی نسبت کمزور بھی لگ رہے تھے۔

"بڑے پاپا! آپ کی طبیعت خراب ہے؟" اس نے ایک دم پریشان ہو کر ان کا ہاتھ تھام لیا۔ مظفر صاحب اس کے گھبرائے ہوئے چہرے کو دیکھ کر مسکرا دیے۔

"ارے یہ لوگ تو ایسے ہی پاگل ہو گئے ہیں تھوڑی سی طبیعت خراب ہو جائے تو چاہتے ہیں بستر سنبھال لوں۔ اچھا بیٹا! اب میں تھوڑی دیر لیٹوں گا تم بھی پڑھائی کو زیادہ سر پر سوار مت کیا کرو۔" انہوں نے اس کے سر پر چپت لگاتے ہوئے کہا۔

میچ کے شروع ہوتے ہی سحر بھی وہاں آگئی۔ اب وہ تینوں انہماک سے میچ میں گم تھے جبکہ وہ بوریت کا شکار ہو رہی تھی۔ میچ میں اس کی دلچسپی ہمیشہ سے کم تھی۔ ماہ رخ نے نظر اٹھا کر اپنے سامنے بیٹھے تیمور کو دیکھا جو میچ دیکھنے میں مگن تھا۔

"تیمور بھائی واقعی بہت ہینڈسم ہیں۔" اس نے بے اختیار دل میں سراہا۔

"ہاں بھئی تمہاری پڑھائی کیسی جا رہی ہے۔"

"بالکل ٹھیک۔" تیمور اٹھ کر اس کے پاس آکر بیٹھ گیا تھا۔ وہ غیر محسوس طریقے سے پیچھے ہٹی۔ تیمور نے اس تبدیلی کا شاید نوٹس نہیں لیا تھا۔ وہ نارمل انداز میں اس سے باتیں کرنے لگا کہ فون کی بیل بجی جسے سن کر تیمور اٹھ گیا۔ اس کے جاتے ہی وہ بھی کھڑی ہو گئی۔

"کہاں جا رہی ہو؟" سلمان نے اسے اٹھتے دیکھ کر پوچھا۔ "آپ میچ دیکھنے میں مصروف ہیں میں بہت دیر تک یہ برداشت نہیں کر سکتی ورنہ میرے سر میں درد ہونے لگے گا۔"

"بڑی ہی بور لڑکی ہو۔" اس کی بات سن کر سلمان بولا۔ تو وہ مسکرا کر سیڑھیوں کی طرف آگئی۔

☼ ☼ ☼

"یار! یہ مینڈک کی چیر پھاڑ بھی کتنا مشکل کام ہے۔" ماہ رخ کی گھبرائی ہوئی آواز پر عروج نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔

"اتنا مشکل بھی نہیں جتنا تمہاری شکل سے لگ رہا ہے۔"

"پھر بھی دیکھو نا ایک معصوم سا جانور اسے دو منٹ میں چیر پھاڑ کر رکھ دو اور پھر اتنا گندہ کام۔" ماہ رخ نے بری سی شکل بنائی۔ "آج تک تو ایسا ہی ہوتا آرہا ہے۔ لیکن اگر کوئی اور طریقہ تمہاری نظر میں ہے جس سے آپریشن بھی سمجھ میں آجائے اور تمہارے اس معصوم جانور کی چیر پھاڑ بھی نہ ہو تو پلیز بتا دو۔ میڈیکل سائنس کی ہسٹری میں تمہارا نام سنہری حروف میں لکھا جائے گا اور بے چارے مینڈک اور اس کی آنے والی نسلیں تمہیں دعائیں دیتی رہیں گی۔" ثمین نے پوری سنجیدگی سے کہا۔

"تم لوگوں سے تو بات کرنا ہی فضول ہے۔" ماہ رخ نے غصے سے فائل کھول لی۔

"ویسے آپس کی بات ہے تمہیں میڈیکل میں نہیں جانا چاہیے یہاں مینڈک کو دیکھ کر تمہارا یہ حال ہوتا ہے تو جب انسان کی چیر پھاڑ کرنی پڑی۔۔۔"

"تو ڈاکٹر صاحبہ آپریشن تھیٹر میں مریض کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئیں' اب انہیں علاج کی اشد ضرورت ہے۔" سدرہ کی بات پر ثمین اور عروج کا قہقہہ بے ساختہ تھا جبکہ وہ کھسیانی ہو کر مسکرا دی۔

"ویسے تم اتنی ہمت کا کام کر کیسے رہی ہو؟" عروج نے اپنی مسکراہٹ روکتے ہوئے پوچھا۔

"بڑے پاپا اور تیمور بھائی چاہتے ہیں کہ میں ڈاکٹر بنوں۔" ماہ رخ کی بات پر ان کی "او" بہت واضح تھی۔

"تیمور بھائی کی خواہش ہے' اسی لیے محترمہ جی جان سے اس کی خواہش کو پورا کرنے کی کوشش میں ہیں۔" سدرہ نے مسکراتے ہوئے اس کے جھکے سر کو دیکھا۔

"جو بھی سمجھ لو۔" وہ بھی مسکرا دی۔

"ویسے آج کل کیا صورت حال ہے؟ میرا مطلب ہے تیمور صاحب نے کوئی اظہار محبت کا فقرہ بولا۔" ثمین نے بڑے اشتیاق سے ماہ رخ کی شکل دیکھی تو ماہ رخ نے نفی میں سر ہلایا۔

"مجھے نہیں لگتا کہ تیمور بھائی مجھ سے ویسے پیار کرتے ہیں۔ ان کا رویہ بالکل ویسا ہے جیسے پہلے تھا وہ تو جب بھی مجھے دیکھتے ہیں۔ یہی پوچھتے ہیں تمہاری پڑھائی کیسی جا رہی ہے' دھیان سے پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔" ماہ رخ کا انداز کافی مایوس کن تھا۔

"اب تمہارے سوچنے کا انداز بدلا ہے تو ضروری نہیں اگلے بندے کو بھی اس کا احساس ہو گیا ہو اور پھر تم خود ہی تو کہتی ہو وہ کافی سنجیدہ ہیں۔ وہ اگر تمہارے بارے میں اتنے کیئرنگ ہیں تو یہ ان کے پیار کا انداز ہو گا ضروری تو نہیں ہر بندہ ثمین کے منگیتر کی طرح آئی لو یو کہتا پھرے۔" سدرہ کے کہنے پر ثمین نے اپنی فائل اسے کھینچ ماری۔ جبکہ ماہ رخ جھینپ کر مسکرا دی۔

"میرا مطلب یہ نہیں تھا۔"

"یہ مطلب نہیں تھا نا تو بس ٹینشن مت لو۔ تم دونوں کے درمیان تو کوئی ظالم سماج بھی نہیں۔ اس لیے اللہ اللہ خیر صلا۔" سدرہ نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے بات ختم کی۔

"ویسے ماہ رخ بھی اپنی جگہ ٹھیک ہے۔ اب تم عدنان کو ہی لو۔" اس نے اپنے منگیتر کا ذکر کیا۔ "جب ہماری منگنی نہیں بھی ہوئی تھی تو اگر میں اسے اچھی لگتی تھی تو وہ اس کا اظہار بھی کرتا تھا۔ اس نے ہی مجھے بتایا تھا کہ سرخ رنگ مجھ پر سوٹ کرتا ہے۔"

"اچھا۔" ثمین کی بات پر سدرہ شرارت سے بولی۔

"لیکن وہ قطعی متاثر نہیں ہوئی تھی" لیکن تیمور بھائی نے مجھے تو کبھی نہیں کہا کہ میں کس کلر میں اچھی لگتی ہوں۔" ماہ رخ نے کافی پریشانی سے ان تینوں کو دیکھا۔

"اگر نہیں کہا تو تم ان کی توجہ اپنی جانب مبذول کرواؤ۔ جب تیار ہو تو ان سے پوچھو یہ کلر تم پر کیسا لگ رہا ہے سو سمپل۔" سدرہ نے چٹکی بجا کر اس کا مسئلہ حل کیا۔

"آج ماہ رخ ہمیں ٹریٹ دے رہی ہے۔" عروج کی بات پر وہ دونوں سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگیں۔

"کیونکہ ماہ رخ خالہ بن گئی ہے۔"

"مبارک ہو ماہ رخ لیکن تمہیں کیسے پتا چلا؟" سدرہ نے ماہ رخ کو مبارکباد دینے کے بعد عروج کو دیکھا۔

"تو ہم دونوں ایک ہی اسٹریٹ پر رہتے ہیں اور اکٹھے آتے ہیں اتنی خبر رکھنا تو میرا حق ہے۔ اچھا یہ بتاؤ بھانجا ہے یا بھانجی؟"

"بھانجا' کل رات کو شیراز بھائی کا فون آیا تھا۔ امی اور بڑی امی تو کل سے وہاں گئی ہوئی تھیں آج ہم سب جائیں گے۔ مجھے یقین ہے میرا بھانجا بہت خوب صورت ہو گا۔" ماہ رخ نے بڑے پیار سے اس کا ذکر کیا۔

"ہاں اگر اپنے بڑے ماموں پر گیا تو۔" ثمین نے شرارت سے ماہ رخ کو دیکھا اس سے پہلے کہ ماہ رخ جوابی کارروائی کرتی ثمین نے دوڑ لگا دی۔

☼ ☼ ☼

"ماہ رخ! جلدی سے تیار ہو جاؤ' بھائی ہمیں لینے کے لیے آنے والے ہیں۔" سحر کے کہنے پر وہ تیزی سے اپنے کمرے میں آئی۔ وارڈ روب کھول کر کتنی دیر تک وہ ہینگ کیے ہوئے اپنے کپڑوں کو گھورتی رہی۔ آج سے پہلے اسے کپڑوں کی سلیکشن میں کبھی بھی اتنی مشکل نہیں ہوئی تھی۔ لیکن آج وہ اچھا لگنا چاہتی تھی۔ کسی خاص شخص کے منہ سے اپنے لیے خاص جملہ سننا چاہتی تھی۔ تیار ہو کر وہ نیچے آ گئی۔ سحر ابھی تک باہر نہیں آئی تھی تیمور کی گاڑی کا ہارن سن کر وہ ایک دم کھڑی ہوئی اگرچہ اس نے بہت زیادہ اہتمام نہیں کیا تھا صرف میچنگ ایئر رنگز اور چوڑیوں کا اضافہ کیا تھا اپنے شولڈر کٹ بالوں کو ہمیشہ کی طرح کھلے رہنے دیا تھا لیکن پھر بھی وہ نروس ہو رہی تھی۔ تب ہی تیمور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

"ماہی! تم تیار ہو؟ سحر سے کہو جلدی سے باہر نکلے۔" تیمور نے عجلت میں اسے دیکھا اور کچن میں چلا گیا۔ ایک پل کے لیے وہ چپ رہ گئی۔ تیمور چند لمحوں بعد باہر آیا

"سحر! دروازہ لاک کر کے باہر آ جاؤ' چلو ماہی۔" اس نے اونچی آواز میں سحر کو کہتے ہوئے اسے مخاطب کر کے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ وہ جو کسی خوب صورت جملے کی منتظر تھی ایک دم اس کی آنکھوں میں پانی تیرنے لگا۔ سحر کے ساتھ وہ باہر آ گئی گیٹ کے پاس پہنچ کر سحر دوبارہ کسی کام سے اندر چلی گئی۔ تیمور گاڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا تھا وہ اس سے کچھ فاصلے پر جا کر کھڑی ہو گئی۔

"سحر نہیں آئی؟" تیمور نے ماہ رخ سے پوچھا۔

"وہ بڑی امی نے اپنے کپڑے منگوائے تھے وہ لینے گئی ہے۔" اس نے سر جھکا کر جواب دیا تو تیمور خاموشی سے کی رنگ انگلی میں گھمانے لگا۔

"تیمور بھائی!" آخر اس نے ہمت کر کے اسے مخاطب کر لیا۔

"ہوں۔" وہ اب بھی گیٹ کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"میں کیسی لگ رہی ہوں؟" تیمور جھٹکے سے اس کی طرف مڑا۔ ایک پل کے لیے اس کی آنکھوں میں حیرت در آئی اور ہونٹوں پر تبسم سی مسکراہٹ بھی لیکن اگلے ہی پل وہ کھل کر مسکرا دیا۔

"ہمیشہ کی طرح بہت اچھی۔ چلو اب جلدی سے گاڑی میں بیٹھو۔" سحر کو گیٹ سے باہر آتا دیکھ کر وہ جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے لہجے میں کچھ ایسا خاص نہیں تھا ہمیشہ کی طرح وہی انداز جیسے وہ کسی بچے سے مخاطب ہو۔

"چلو ماہ رخ۔" سحر کے کہنے پر چار و ناچار گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔ سارا راستہ وہ آنسو پینے میں مصروف رہی۔

"تیمور بھائی تو مجھے ایسی نظر سے نہیں دیکھتے نہ ہی میری تعریف کرتے ہیں جیسے ثمین کا کزن کرتا ہے' میں ہی پاگل ہوں۔" اس نے غصے سے اپنے ہاتھ میں پہنی چوڑیوں کو دیکھا اس کا دل چاہا ساری چوڑیاں اتار کر پھینک دے لیکن گاڑی کے رکتے ہی اسے اپنے اس خیال کو رد کرنا پڑا۔ وہاں بڑے پاپا اور سلمان پہلے سے موجود تھے۔ وہ سب شیراز سے ملنے کے بعد تانیہ کے کمرے میں آ گئے۔ تیمور نے جاتے ہی تانیہ کے بیٹے کو اٹھا لیا۔

"تیمور بھائی! اس کے ہاتھ' پاؤں کتنے چھوٹے چھوٹے سے ہیں۔" وہ بڑے اشتیاق سے اس کے چھوٹے چھوٹے پاؤں کو چھو رہی تھی۔ ایک مسکراہٹ سب کے لبوں کو چھو گئی۔ تیمور نے غور سے اس کے پرجوش چہرے کو دیکھا۔

اسی وقت مظفر صاحب نے ایک نظر تیمور' ماہ رخ اور سلمان کو دیکھا اور تانیہ کے کان میں کچھ کہا اس نے حیرت سے ان تینوں کو دیکھا اور مسکرا دی۔

"بھائی! ایسا نہیں لگتا یہ پورا مجھ پر گیا ہے۔" سلمان نے غور سے بچے کو دیکھا۔

"ایسے ہی' یہ تو اتنا پیارا ہے۔" ماہ رخ کے کہنے پر سلمان نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا میں پیارا نہیں؟"

"حد ہے خوش فہمی کی۔" اس نے چڑایا۔

"چلو تیمور اس کا نام تم رکھو۔" شیراز کے کہنے پر وہ حیران ہوا۔

"میں؟ نہیں یار یہ تم لوگوں کا کام ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے معذرت کی۔

"کیوں؟ تم اس کے ماموں نہیں ہو' تم بتاؤ گے۔" کچھ دیر وہ سوچتا رہا پھر مسکرا کر بولا۔ "مومن۔"

"زبردست' مجھے پہلے ہی پتا تھا تم جو سوچو گے اچھا سوچو گے۔" شیراز نے مسکرا کر تیمور کو دیکھا۔ "کل آنٹی بھی یہی نام لے رہی تھیں۔" تانیہ نے اپنی ساس کا ذکر کیا۔ کال بیل کی آواز پر شیراز باہر نکل گیا جب وہ واپس آیا تو ایک لڑکا اس کے ساتھ تھا۔

"ارے طلحہ! آؤ تم کہاں سے راستہ بھول گئے۔" تانیہ نے آنے والے کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا۔ "بھابھی جی! راستہ بھول گیا ہوتا تو یہاں کیسے پہنچتا۔" وہ شوخی سے بولا۔

"پاپا! یہ طلحہ ہے' شیراز کے چچا کا بیٹا آپ شادی میں اس سے ملے تو ہوں گے؟" تانیہ نے تعارف کرایا۔

"اکیلے آئے ہو؟" تانیہ نے پوچھا۔

"نہیں' ممی پاپا بھی ساتھ ہیں۔"

"ایکسکیوزمی' اگر میں غلطی نہیں کر رہا تو آپ ماہ رخ ہیں۔" ماہ رخ نے مڑ کر دیکھا۔

"جی نہیں آپ غلطی نہیں کر رہے' میں ماہ رخ ہی ہوں۔" وہ جواب دے کر دوبارہ ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"میں نے آپ کو تانیہ بھابھی کی شادی پر دیکھا تھا تب آپ چھوٹی سی تھیں۔" اب ماہ رخ نے قدرے غصے سے اسے دیکھا۔

"میرا خیال ہے دو سال میں انسان بڑا ہو ہی جاتا ہے۔" اس کے غصہ کرنے پر وہ کھل کر مسکرا دیا۔

"آپ اب بھی ویسی ہیں۔"

"کیا مطلب ہے آپ کا؟ اس دوران میرے سر پر سینگ نکل آئے ہیں؟" طلحہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"میرا خیال ہے آپ پاگل ہیں۔"

"جی نہیں' میں آرمی میں لیفٹیننٹ ہوں۔"

وہ پیر پٹختے ہوئے کچن کی طرف چلی گئی۔ طلحہ کی نظروں نے آخر تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

☼ ☼ ☼

دعا کرنے کے بعد اس نے سجدے میں جھکا اپنا سر اٹھایا۔ سیڑھیوں پر قدموں کی آواز پر اس نے تیزی سے جائے نماز کو سمیٹا اور آنکھیں صاف کرتے ہوئے لاؤنج میں آ گئی۔ جہاں تھکے ہوئے چہرے کے ساتھ رخشندہ بیٹھی تھیں۔

"امی! بڑے پاپا اب کیسے ہیں؟" وہ تیزی سے ان کی طرف بڑھی۔

"پہلے سے بہتر ہیں۔" انہوں نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"امی! میں کب ان سے ملنے جاؤں گی۔" آنسو اس کی آنکھوں سے چھلکے پڑ رہے تھے۔

"ماہ رخ بیٹا! روتے نہیں۔ دو دن سے نہ کھا رہی ہو نہ پی رہی ہو اپنا حال دیکھو۔" انہوں نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"آج بھائی صاحب آ رہے ہیں تم مل لینا اب کچھ کھا لو۔"

"ابھی مجھے بھوک نہیں، جب بڑے پاپا آ جائیں گے پھر کھاؤں گی۔" اس کے دو ٹوک لہجے پر رخشندہ نے بے بسی سے اس کا چہرہ دیکھا اور شام کو مظفر صاحب جب گھر پر آئے تو وہ خود کو کافی حد تک سنبھال چکی تھی۔

"ارے ماہ رخ! میری گڑیا آ گئی۔ قسم سے دو دن سے میری آنکھیں ترس گئی تھیں تمہیں دیکھنے کو۔" اسے دیکھتے ہی مظفر صاحب نے اپنے دونوں بازو پھیلا دیے تو وہ ان کے سینے سے لگ گئی۔

"ماہ رخ! میں کیا سن رہا ہوں تم دو دن سے کھانا نہیں کھا رہیں کتنی بری بات ہے بیٹا! کوئی کھانے سے بھی ناراض ہوتا ہے اب کھانا کھاؤ گی؟" مظفر صاحب کی بات پر اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"حلیمہ، سلمان کو آواز دو۔" کچھ دیر بعد سلمان ان کے سامنے تھا اس کی آنکھیں اور چہرہ سرخ تھا شاید وہ رویا تھا۔

"سلمان! ادھر آؤ تم تو میرے بہادر بیٹے ہو۔" انہوں نے ایک نظر سب کو دیکھا پھر گویا ہوئے۔

"آپ سب میری بات دھیان سے سنیں سلمان اور تیمور! تم لوگ کوشش کرنا کبھی بھی تم لوگوں کی وجہ سے تمہاری ماں اور تمہاری بہنوں کو تکلیف نہ ہو۔ یہ تمہاری چچی تمہاری ماں کی طرح ہے ان کا بالکل اسی طرح احترام کرنا جیسے تم اپنی ماں کا کرتے ہو اور سحر! تم اپنے بھائیوں سے ہر چیز پورے حق سے لے سکتی ہو یہ تمہیں منع نہیں کریں گے اگر یہ واقعی میرے بیٹے ہیں۔"

"پاپا۔" تیمور نے بولنا چاہا تو انہوں نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

"ایک بات اور، آپ سب کے دلوں میں میرے لیے پیار اور احترام ہے تو میری اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا کہ کبھی تم لوگ تیمور کو تکلیف نہیں دو گے۔ اگر کبھی کوئی تیمور کو تکلیف دے گا تو وہ سمجھ لے کہ اس نے مجھے تکلیف دی ہے۔" پھر انہوں نے ماہ رخ اور سحر کو پاس بلا کر ان کا ماتھا چوما۔

"آپ لوگ اب جائیں، کھانا کھائیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔" سب کے جاتے ہی انہوں نے تیمور کی طرف دیکھا جس کا سر جھکا ہوا تھا اور ضبط کے مارے اس کا سارا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ اچانک انہوں نے اس کا سر اپنے سینے سے لگا لیا۔

"کبھی کبھی میں سوچتا تھا تیمور! کہ تم پتا نہیں میری کس نیکی کا صلہ ہو تم میرے ایسے بیٹے ہو جس پر میں بجا طور پر فخر کر سکتا ہوں۔ تم جب بڑے ہوئے تو مجھے لگنے لگا تھا میں ایک بار پھر جوان ہو گیا ہوں۔ تم کو دیکھ کر میرا حوصلہ بڑھتا تھا اور جب تمہیں دوسروں کے لیے اپنی خواہشیں دباتے تو سوچتا میں اپنے بیٹے کی تکلیف کو بانٹ لوں گا۔ لیکن اب ایسا لگتا ہے شاید میں یہ سب نہ کر سکوں۔"

"پاپا! آپ ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں۔"

"تیمور! پلیز بیٹا پہلے میری بات سنو۔ یہ باتیں میں کسی اور سے نہیں کر سکتا۔ حالانکہ میں جانتا ہوں تمہیں یہ سب کہنے کی ضرورت نہیں آج تک میرے کہے بغیر تم سب کا خیال رکھتے رہے ہو۔ لیکن پھر بھی سحر اور تانیہ کو کبھی محسوس نہیں ہونا چاہیے ان کا باپ نہیں ہے۔ سلمان لاپروا ہے لیکن مجھے یقین ہے اسے سنبھال لو گے۔ سب سے اہم بات یہ کہ یہ سب تو تمہارے اپنے ہیں لیکن رخشندہ اور ماہ رخ، انہیں کبھی یہ محسوس نہیں ہونا چاہیے وہ اکیلے ہیں یہ گھر ان کا نہیں۔ تیمور! ماہ رخ مجھے بہت عزیز ہے میں نے اپنے مرے ہوئے بھائی کی میت پر بیٹھ کر خود سے وعدہ کیا تھا کہ میں سحر اور تانیہ سے زیادہ ماہ رخ سے پیار

کروں گا۔ اس کے منہ سے نکلنے والی ہر خواہش کو پورا کروں گا۔ اب تک میں نے اپنا وعدہ نبھانے کی کوشش کی ہے۔ اب میری تم سے درخواست ہے تم اس کا خیال رکھنا۔ یہ سب میں تم سے اس لیے کہہ رہا ہوں کیونکہ میرے علاوہ وہ تم سے زیادہ قریب ہے اور تم اس سے زیادہ اس کو سمجھتے ہو۔" انہوں نے غور سے تیمور کا چہرہ دیکھا۔

"کوشش کرنا وہ کبھی نہ روئے کیونکہ جب جب وہ روئے گی مجھے تکلیف ہوگی۔ چاہے میں قبر میں ہی کیوں نہ ہوں" اور وہ اونچا پورا مرد خود پر قابو نہ پا سکا تھا وہ خود بھی رو پڑے۔

"کوشش تو تھی اپنے سارے بچوں کی خوشیاں دیکھتا۔ سحر اور ماہ رخ کے فرض سے سبکدوش ہوتا لیکن پتا نہیں۔ ایسا لگتا ہے۔۔۔" آنسوؤں نے انہیں بات مکمل کرنے نہیں دی۔

"تم تو ساری عمر میری آنکھوں کی ٹھنڈک رہے ہو' خدا تمہاری ہر خواہش پوری کرے۔" انہوں نے اس کا ماتھا چوم لیا۔ "تیمور تم سب کا خیال رکھنا۔"

"اور پاپا میں؟" تیمور نے بڑے دکھ سے پوچھا

"تم؟" انہوں نے بڑی بے بسی سے اسے دیکھا۔

"میں بہت خود غرض ہو گیا ہوں۔ ساری ذمہ داریاں تم پر ڈال رہا ہوں۔ لیکن تمہارے ساتھ میری دعائیں ہیں۔ جس طرح ساری عمر تم نے مجھے سکون دیا ہے اللہ تمہیں اس کا اجر دے گا۔ تمہاری ہر مشکل آسان کرے گا' تمہاری ایک خواہش مجھ پر ادھار تھی شاید میں پوری نہ کر سکوں' لیکن میری دعا ہے تمہاری وہ خواہش اپنی پوری خوب صورتی کے ساتھ تمہیں ملے۔ تمہیں اللہ ایسا ساتھی دے جو صحیح معنوں میں تم سے محبت کرتا ہو جس کا ساتھ تمہاری ساری تکلیفیں تمہارے سارے دکھ سمیٹ لے۔ تیمور مجھ سے وعدہ کرو ورنہ مجھے سکون نہیں ملے گا۔" تیمور نے خود کو سمیٹتے ہوئے ان کے کمزور چہرے کو دیکھا جہاں امید کا ایک جہان آباد تھا۔

"میں وعدہ کرتا ہوں پاپا! میں آپ کی ہر خواہش پوری کروں گا ہر صورت میں اور آپ پاپا آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔" اس نے ان سے زیادہ خود کو تسلی دی۔

"سدا خوش رہو۔ جاؤ تم بھی آرام کرو اور لائٹ بند کر جانا۔" وہ تھکے تھکے قدموں سے لائٹ بند کر کے باہر نکل آیا۔

☼ ☼ ☼

نیچے سے آتی چیخوں کی آواز پر اس کا دل زور سے کانپا پھر وہ ننگے پاؤں نیچے کی طرف بھاگی۔ مظفر صاحب کے کمرے کی طرف جاتے ہوئے اسے اپنے دل کی دھڑکن اپنے کانوں میں سنائی دے رہی تھی۔ سب سے پہلے اس کی نظر اپنی روتی ہوئی ماں پر پڑی۔ جو باہر دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی تھیں۔ جو اسے محسوس ہو رہا تھا وہ اسے محسوس کرنا نہیں چاہتی تھی۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر بیڈ پر ساکت لیکن پرسکون انداز میں لیٹے مظفر صاحب پر پڑی۔ تانیہ بھی وہاں آچکی تھی۔ سحر اور حلیمہ ان کے سرہانے بیٹھے اونچی آواز میں رو رہے تھے۔ سلمان ان کے پیروں پر سر رکھے رو رہا تھا جبکہ تیمور دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے ساکت نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے ایک بار پھر غور سے مظفر صاحب کے پرسکون چہرے کو دیکھا' اچانک اس کا سر نفی میں ہلا' وہ اسی طرح باہر نکل آئی۔

"امی! بڑے پاپا سو رہے ہیں۔" وہ ان کے قریب کھڑی ہو گئی ـــ رخشندہ نے روتی ہوئی نظروں سے اس کے سپاٹ چہرے کو دیکھا۔ چہرے کی طرح اس کی آنکھیں بھی بے تاثر تھیں۔ انہیں خوف سا محسوس ہوا اس کے مزاج کی شدت کو وہ جانتی تھیں اور مظفر صاحب سے تو وہ بے انتہا پیار کرتی تھی۔

"ماہ رخ۔" انہوں نے قریب جا کر اس کا چہرہ تھام لیا۔

"بیٹا! تمہارے بڑے پاپا۔"

"شش" ان کی بات پوری ہونے سے پہلے اس نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر انہیں بولنے سے روکا۔ "بڑے پاپا سو رہے ہیں۔" وہ اپنے چہرے سے ان کے ہاتھ ہٹا کر دوبارہ سیڑھیوں کی طرف مڑ گئی۔ اسے اپنے قدموں سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔ اچانک وہ گر گئی آنکھیں بند ہونے سے پہلے اس نے اپنی ماں کی چیختی ہوئی آواز سنی تھی اور کئی گھنٹے بعد ہوش میں آتے ہی وہ پاگلوں کی طرح باہر کی طرف دوڑی تھی۔ سب سے پہلے اس کی نظر مظفر صاحب کی میت کے سرہانے بیٹھی تانیہ پر پڑی جو بے تحاشا رو رہی تھی۔ وہ چلتی ہوئی ان کے قریب آگئی اس نے ساکت لیٹے مظفر صاحب کو دیکھا اور ان پر جھکی۔

"بڑے پاپا! اٹھیں' دیکھیں سب کتنا پریشان ہو رہے

ہیں۔" تانیہ اٹھ کر اس کے قریب آئی۔

"ماہ رخ! پاپا نہیں اٹھیں گے۔" اس نے اسے ساتھ لگا لیا۔

"اٹھیں گے تانیہ باجی! میں کہوں گی تو ضرور اٹھیں گے۔" وہ اس کے ساتھ لگی کہنے لگی۔ کچھ دیر بعد شاید اپنی کہی ہوئی بات ناممکن نظر آئی تو وہ چیخ چیخ کر رونے لگی۔ اس کو اس طرح روتا دیکھ کر دوسروں کے آنسوؤں میں بھی روانی آ گئی۔ جنازے کے جاتے ہی سب آہستہ آہستہ اٹھنے لگے' صرف وہ اور سحر زمین پر بیٹھے تھے۔

شام کے سائے پھیل چکے تھے جب تیمور اور سلمان گھر میں داخل ہوئے تھے۔ وہ دونوں سیدھا ان کی طرف آئے تھے۔

"ماہی! اگر تمہیں پاپا سے پیار تھا تو اب تم نہیں روؤ گی۔ اگر تم سب اس طرح روؤ گے تو انہیں کتنی تکلیف ہو گی۔" ماہ رخ کو اس دوران پہلی بار کسی قیمتی چیز کے کھو جانے کا احساس ہوا تھا اس نے نظریں اٹھا کر تیمور کی طرف دیکھا اور اگلے ہی پل اپنا سر اس کے سینے پر رکھ دیا۔

"تیمور بھائی! بڑے پاپا کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ وہ کیوں چلے گئے۔ انہوں نے ایک بار بھی میرے بارے میں نہیں سوچا۔ مجھے اب پیار کون کرے گا۔ میں جو اتنی ڈھیر سی باتیں ان سے کرتی تھی۔ اب کس سے کروں گی' میں بڑے پاپا سے کہوں گی' انہیں کوئی حق نہیں تھا پھر کیوں وہ مجھے دوبارہ یتیم بنا گئے۔" وہ بری طرح سے رونے لگی اور وہ جو کب سے ضبط کر رہا تھا اس کا ضبط ٹوٹ گیا تھا۔ آنسو اس کی آنکھوں سے نکل کر ماہ رخ کے بالوں میں جذب ہونے لگے تھے۔ دائیں طرف کھڑے سلمان اور سحر کی سسکیوں میں اضافہ ہو گیا تھا۔ اگلے ہی پل وہ ماہ رخ کو خود سے الگ کر کے لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا باہر نکل گیا۔

☼ ☼ ☼

کسی کے نہ ہونے سے زمانے کی رفتار پر کوئی فرق نہیں پڑتا نہ ہی کوئی حادثہ گھڑی کی سوئیوں کو روک سکتا ہے۔ ان لوگوں کی زندگی بھی رکی نہیں تھی۔ لیکن ان کی زندگی میں سے خوشنما رنگ گم ہو گئے تھے۔ جہاں سلمان کی شرارتیں تھیں' سحر کی مسکراہٹیں تھیں' ماہ رخ کے قہقہے تھے' وہاں اب صرف سناٹا تھا۔ اب وہ سب ایک دوسرے سے اپنے آنسو چھپانے کی کوشش میں رہتے تھے۔ عجیب روکھی پھیکی سی زندگی تھی۔ آج مظفر صاحب کو گزرے چار ماہ ہونے کو آئے تھے۔

اور اس عرصے میں اس نے بہت سی باتوں کو سوچنا شروع کر دیا تھا۔ اس نے اب سے پہلے صرف یتیم کا لفظ سن رکھا تھا۔ یہ کیسا احساس ہے اس کا ادراک اسے اب ہو رہا تھا۔ اس نے ہوش سنبھالتے ہی بڑے پاپا کو دیکھا تھا۔ بے انتہا چاہت ملی تھی اسے' اتنی محبت اور شفقت تو اسے اپنی ماں سے بھی نہیں ملی تھی۔ اس کی ہر خواہش کو وہ پورا کرتے تھے۔ جو چیز اس کی ماں اس کو ہمیشہ سے سمجھانا چاہتی تھیں' وہ خود بخود اس کی سمجھ میں آ گئی تھی۔ جب ضدیں پوری کرنے والا نہ رہا تو وہ کس سے ضد کرتی۔ ایک خوف سا اس کے اندر بیٹھ گیا تھا' عدم تحفظ کا احساس۔

"ماہ رخ" وہ جو کھڑکی سے پیشانی ٹکائے اپنی ہی سوچوں میں گم تھی۔ رخشندہ کے پکارنے پر چونکی۔

"ایسے کیوں کھڑی ہو؟" انہوں نے قدرے تشویش سے پوچھا۔

"ایسے ہی۔" وہ مسکرا دی۔

"اچھا چلو کھانا کھا لو۔" کھانے کے دوران اس نے غور سے ان کا چہرہ دیکھا۔

"امی! نیچے کیوں گئی تھیں سب خیریت تھی ناں؟" انہوں نے گہرا سانس لیا۔

"پتا نہیں جب وقت خراب ہو تو ساری پریشانیاں ایک ساتھ کیوں آتی ہیں۔" ان کا لہجہ افسردہ تھا۔

"گھر کے سارے خرچ اپنی جگہ ہیں اور دو ماہ سے تیمور کی جاب بھی ختم ہو گئی ہے۔ بھائی صاحب کی پینشن میں گزارا بہت مشکل ہے۔ اب تو جو پیسے بینک میں ہیں وہی نکلوا کر کھا رہے ہیں۔ تم سب کی تعلیم اور گھر سو خرچے ہیں۔ وہ بچہ بے چارا سارا دن پتا نہیں کہاں کہاں خوار ہوتا ہے۔ اب فون اور بجلی کا بل آیا تھا۔ میرے پاس پیسے تھے بھابھی کو کہا کہ میں دے دیتی ہوں انہوں نے سختی سے منع کر دیا کہ تیمور برا مانے گا۔ اب مجھے سمجھ میں نہیں آتا اس بچے کا کیا قصور ہے جو ساری ذمہ داری اس پر ڈال دیں۔"

آخر میں ان کی آواز بھرا گئی تو ماہ رخ کی آنکھیں بھی بھیگنے لگیں۔

☼ ☼ ☼

شام کو وہ سحر سے کالج کی باتیں کر رہی تھی کہ

کل وہ فری تھی، تبھی تیمور اندر داخل ہوا تھا۔
"السلام علیکم!" اس نے بلند آواز میں سلام کیا۔
"کیسی ہو ماہی؟" ہمیشہ کی طرح اسے دیکھتے ہی تیمور نے پوچھا۔
"ٹھیک ہوں۔" وہ مسکرائی۔
"سحر! پلیز ایک گلاس پانی۔" اس نے سحر سے کہا تو وہ کچن میں چلی گئی۔
"اور ماہی! تمہارا رزلٹ کب آ رہا ہے؟"
"دو ماہ تک۔"
"میں اچھے رزلٹ کی امید رکھوں؟" اس نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔
"امی! یہ کچھ روپے ہیں خرچ کے لیے۔" اس نے حلیمہ کے بیٹھتے ہی انہیں کچھ روپے دیے۔ "اور بل آ گئے؟"

تیمور نے پیسے پکڑانے کے بعد پوچھا۔
"ہاں فون اور بجلی کا آیا ہے۔"
"ٹھیک ہے۔ صبح مجھے دے دیں میں جمع کروا دوں گا۔" اس نے جوتے اتارتے ہوئے کہا اور دونوں ٹانگیں سینٹر ٹیبل پر رکھ کر صوفے پر نیم دراز ہو کر ٹی وی دیکھنے لگا۔ ماہ رخ نے نظریں اٹھا کر تیمور کو دیکھا جو پہلے کی نسبت کافی کمزور ہو رہا تھا۔ ابھی بھی وہ ٹی وی دیکھنے کے ساتھ حلیمہ کی باتیں سن رہا تھا اور ساتھ تسلیاں بھی دے رہا تھا۔ ایک وہی تو تھا جو خود کو جلا کر ان کا مستقبل روشن کر رہا تھا۔
"میں یہ کیوں بھول گئی تھی کہ تیمور بھائی تو میرے پاس ہیں' اب بھی کوئی ہے جو مجھے پیار کرتا ہے۔" تبھی تیمور نے اس کی طرف دیکھا۔
"خیریت' اتنے غور سے کیا دیکھ رہی ہو؟" تیمور کے پوچھنے پر وہ گڑبڑا کر رہ گئی۔

"جی' وہ میں آپ کے لیے چائے بناؤں؟"
"ارے' نیکی اور پوچھ پوچھ۔" وہ جلدی سے کچن کی طرف بھاگی۔
جب وہ چائے لے کر آئی تو سلمان بھی آ چکا تھا۔ تیمور اس سے کپ لے کر سلمان کی طرف مڑا۔
"یہ لو پیسے۔ تم نے فیس کا کہا تھا نا۔" تیمور نے ہزار کے کچھ نوٹ اس کی طرف بڑھائے۔ سلمان نے ایک نظر تیمور کو دیکھنے کے بعد خاموشی سے تھام لیے۔

☼ ☼ ☼

"یہ کپڑے دھونا بھی کتنا مشکل کام ہے۔" سحر نے سوکھے ہوئے کپڑے اتارتے ہوئے ماہ رخ کو دیکھا۔
"اس میں مشکل کیا ہے' آج میں نے بھی کپڑے دھوئے تھے۔"
"ہاں اپنے' جبکہ مجھے سب کے دھونے پڑتے ہیں۔ آنٹی سعدیہ سے کہا بھی تھا اپنی کام والی کو بھیج دیں لیکن حرام ہے کہ کوئی بات آرام سے سن لے۔ اب اگر تمہیں تیمور بھائی اور سلمان کی اتنی وزنی پینٹیں دھونی پڑیں تو تمہیں پتا چلے کندھے اور ہاتھ بالکل ٹوٹ جاتے ہیں اور سردیوں میں جب سوئیٹر ہوں تو سمجھو اللہ ہی حافظ ہے۔" وہ باتیں کرتے ہوئے سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ ان کے لاؤنج میں داخل ہوتے ہی تیمور بھی اندر چلا آیا۔
"امی! سلمان ابھی نہیں آیا؟" خلاف توقع اس نے سلام کرنے کی بجائے سلمان کا پوچھا۔
"نہیں' ابھی تو نہیں آیا' خیریت؟" انہوں نے کچھ گھبرا کر اس کے سنجیدہ چہرے کو دیکھا۔
"جی خیریت تھی۔" وہ وہیں صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ واپس اوپر مڑ رہی تھی' جب سلمان اندر داخل ہوا اور تیمور ایک دم کھڑا ہو گیا۔
"کہاں سے آ رہے ہو؟" وہ اتنی زور سے بولا کہ سب حیران رہ گئے۔ حلیمہ نے پریشانی سے اس کے سرخ چہرے کو دیکھا۔
"میں دوست کے گھر گیا تھا وہیں سے آ رہا ہوں۔" سلمان کی نظریں جھکی تھیں۔
"تم نے فیس جمع کروا دی؟"
"جی۔" تیمور نے ایک نظر اس کے جھکے ہوئے سر کو دیکھا اور اگلے ہی لمحے زوردار طمانچہ سلمان کے بائیں رخسار پر اپنا نشان چھوڑ گیا۔ حلیمہ نے دہل کر اپنا بایاں ہاتھ سینے پر رکھ لیا۔ ماہ رخ ڈر کر دیوار سے جا لگی۔
"سلمان! مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی کہ تم مجھ سے جھوٹ بولو گے۔ تم نے فیس جمع نہیں کروائی میں نے پتا کیا تھا اور تم دوست کے گھر تھے یا پی سی میں ڈنر کر رہے تھے۔ میں کہاں دن رات خوار ہوتا ہوں کس طرح پیسے کما رہا ہوں' تم نے سوچا کبھی۔
میں پاگل ہوں جو دن رات تم لوگوں کے آرام کے

لیے خود کو جلا رہا ہوں' بجواب دو سلمان۔" وہ اتنے طیش میں تھا کہ اس نے سلمان کو گریبان سے تھام لیا۔ حلیمہ کو اپنی دھڑکنیں رکتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ آج سے پہلے ان کے گھر میں کبھی لڑائی نہیں ہوئی تھی۔ انہوں نے بڑی بے بسی سے دونوں کو آمنے سامنے کھڑے دیکھا' سحر کے آنسوؤں میں روانی آگئی تھی۔ اس سے پہلے کسی نے بھی تیمور کو اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔ حلیمہ نے ایک دم آگے بڑھ کر تیمور کے ہاتھ سے اس کا گریبان چھڑوایا۔

"کیا پاگل پن ہے تیمور!" انہوں نے تیمور کو پیچھے کرتے ہوئے سلمان کے جھکے ہوئے سر کو دیکھا۔ ضبط کے مارے اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔

"اس سے پوچھیں اس نے فیس جمع کیوں نہیں کروائی۔ میں نے پیسے فیس کے لیے دیے تھے ناکہ ڈنر میں اڑانے کے لیے۔" سلمان ایک دم آگے بڑھا اور گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"بھائی! میں وہاں پی سی میں ڈنر کرنے نہیں گیا تھا۔ میں وہاں جاب کے لیے گیا تھا۔" تیمور نے ایک دم سر اٹھایا۔

"وہ میرے دوست نے بتایا تھا وہاں ویکینسی ہے اس لیے وہاں گیا تھا اور فیس اس لیے جمع نہیں کروائی کہ جتنے روپے آپ نے دیے تھے۔ اس میں سات ہزار اور چاہیے تھے مجھے شرم آتی ہے کہ میں بار بار آپ کو پریشان کروں میں نے سوچا میں خود جاب کرکے کچھ انتظام کرلوں گا۔ میں بھائی آپ کو تکلیف دینے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔" اب اس کی آواز بھرا گئی۔

تیمور کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔

"سوری۔" تیمور نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھتے ہوئے کہا اور اٹھ کر باہر نکل گیا۔ اس دن کے بعد تیمور بالکل چپ سا ہوگیا۔ اب تقریباً" سارا وقت وہ گھر سے باہر رہتا تھا۔ بے روزگاری نے اسے کافی چڑچڑا بنا دیا تھا۔ جب تک وہ نہ آتا حلیمہ ہولائی ہولائی پھرتی تھیں۔

"بارہ بج رہے ہیں تیمور اب تک نہیں آیا۔" حلیمہ نے پریشانی سے گھڑی کو دیکھا۔

"بھابھی! آپ پریشان مت ہوں آجائے گا۔" رخشندہ نے انہیں تسلی دی حالانکہ وہ خود بھی پریشان تھیں۔

اچانک بیل کی آواز پر سب کے چہروں پر جیسے رونق آگئی۔

"سوری' مجھے آنے میں دیر ہوگئی۔" وہ سحر کے قریب بیٹھ گیا۔

"کہاں تھے اب تک فون نہیں کرسکتے تھے' پتا ہے ہم سب کتنے پریشان تھے۔" رخشندہ نے غصے سے کہا تو وہ مسکرا دیا۔

"چچی جان! ایک دوست کی طرف تھا میری جاب کا بندوبست ہوگیا ہے۔" اس کی بات پر سب کے چہرے کھل اٹھے۔

"بھائی! جاب کہاں ملی؟" سلمان کے پوچھنے پر ایک لمحے کے لیے وہ رکا۔

"لندن۔" یہ ایک لفظ ان کے سروں پر بم کی صورت میں پھٹا تھا۔ اس نے سب پر ایک نظر ڈالی۔

"میرے دوست نے بہت پہلے مجھے آفر کی تھی تب میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن اب مجھے محسوس ہو رہا ہے یہ آفر کافی اچھی ہے۔ اس نے مجھے اسپانسر بھی کردیا ہے اور میرے رہنے اور جاب کا بندوبست بھی وہ کردے گا۔" حلیمہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اس نے گہرا سانس لیا۔ وہ سب سے اسی رد عمل کی توقع کر رہا تھا۔

"امی! اس میں رونے والی کیا بات ہے میں ہمیشہ کے لیے تو نہیں جا رہا۔"

اس نے ان کے کندھے کے گرد بازو پھیلا کر انہیں خود سے قریب کرلیا تو ان کے آنسوؤں میں روانی آگئی۔

"تیمور! ہمیں تمہاری ضرورت ہے' تمہیں یہاں جیسی بھی جاب ملے گی ہم گزارا کرلیں گے' لیکن میں اتنی دور تمہیں نہیں جانے دوں گی۔" وہ روتے ہوئے بولیں۔

"امی! میں شوق سے نہیں جا رہا' یہ جاب میری مجبوری اور ہم سب کی ضرورت ہے۔ پلیز امی! میری بات کو سمجھیں۔" اس نے ان کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔

"میں نہیں چاہتا سلمان اپنی پڑھائی کے دوران جاب کرے نہ میں یہ برداشت کرسکتا ہوں چھوٹی چھوٹی ضرورتوں کے لیے آپ لوگوں کو انتظار کرنا پڑے۔ اپنی خواہشوں کو دبانا پڑے۔ پہلے جو بھی حالات تھے' لیکن اب میں اور تب میں بہت فرق ہے۔"

"بھائی! آپ نے یہ سب میری وجہ سے کیا؟" سلمان کی افسردہ آواز پر وہ اس کی طرف پلٹا۔

"بالکل بھی نہیں' میں اور کتنی دیر انتظار کروں کہ جاب ملتی ہے یا نہیں۔ بہت سے لوگ ہیں جو روزی کمانے باہر جاتے ہیں۔ شاید میرا دانہ پانی بھی باہر لکھا ہے۔" اس نے

سلمان کا گال تھپتھپایا۔

"کیوں چچی جان میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا؟" اس کے پوچھنے پر وہ رونے لگیں تو اس نے ہاتھ بڑھا کر ان کے آنسو صاف کیے۔

"آپ سب اس طرح مجھے کمزور کر رہے ہیں' میں اپنا وہ وعدہ پورا نہیں کر سکوں گا جو میں نے پاپا سے کیا تھا اور میں نہیں چاہتا پاپا کو کوئی تکلیف ہو اگر آپ لوگ خوش نہیں رہیں گے تو انہیں تکلیف ہو گی۔"

پھر اس نے رخشندہ کے ساتھ بیٹھی ماہ رخ کو دیکھا جو آنسو بھری نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ کچھ سیکنڈز اسے دیکھنے کے بعد اس نے دوبارہ رخشندہ کو۔

"آپ ماہی کی طرف سے بالکل پریشان مت ہوں ماہی میری ذمہ داری ہے۔"

تیمور کی بات پر اس کی دھڑکنوں میں خوشگوار سا تلاطم برپا ہوا۔ ہونٹوں پر آپ ہی آپ شرمیلی مسکان ٹھہر گئی۔

"اس کی پڑھائی اور شادی سب میرے ذمے ہے۔"

تیمور کے اگلے جملے پر وہ منہ کے بل گری۔

"جا کب رہے ہو۔" حلیمہ نے پوچھا۔

"پرسوں۔"

"اتنی جلدی۔" سلمان کے منہ سے نکلا۔

"وہ امی! ایک بات اور کہنی تھی ٹکٹ کے لیے پیسوں کی ضرورت تھی تو میں نے گاڑی بیچ دی۔" اس کا سر جھک گیا۔

"اچھا ہے نا' ویسے بھی اتنا پرانا ماڈل تھا۔ آپ آئیں گے تو ہم نئی گاڑی لیں گے۔" سلمان نے اس کی شرمندگی دور کرنے کی کوشش کی تھی۔

حلیمہ کے مسکرانے پر تیمور نے تشکر آمیز نظروں سے سلمان کو دیکھا۔

"مجھے آج پیکنگ کرنی ہے کل کچھ ضروری کام بھی ہیں پرسوں گیارہ بجے کی فلائٹ ہے۔" وہ سب کو شب بخیر کہتا ہوا اپنے کمرے میں آ گیا۔

تیمور کے جاتے ہی وہ بھی خاموشی سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گئی۔ کتنی دیر تک وہ حیران کھڑی رہی تھی۔

"کیا تیمور بھائی مجھ سے پیار نہیں کرتے؟" اس نے خود سے سوال کیا۔

"میں انہیں کسی قیمت پر نہیں کھو سکتی ایک وہی تو ہیں جو مجھے سمجھتے ہیں وہ اگر مجھے پیار نہیں کرتے تو کیا ہوا میں تو کرتی ہوں۔ میں ان سے کہوں گی وہ مجھ سے شادی کر لیں وہ میری بات ٹال نہیں سکتے۔" اس نے خود کو تسلی دی۔

"تم لڑکی ہو کر محبت کا اظہار کرو گی۔" کوئی اس کے اندر سے بولا۔

"ہاں' وہ کوئی غیر تھوڑی ہیں اور پھر میں اپنے دل کی بات ان سے نہیں کہوں گی تو کس سے کہوں گی۔" اس نے بڑے مان سے سوچا۔

☼ ☼ ☼

بائیک کی آواز سن کر اس نے باہر کی طرف جھانکا تیمور اندر کی طرف جا رہا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ اس کے کمرے کے سامنے کھڑی تھی۔ دوسری دفعہ دستک دینے پر دروازہ کھل گیا۔

"ماہی!" وہ اسے دیکھ کر حیران ہوا۔

"آؤ نا۔" اس نے ہٹ کر اسے اندر آنے کا راستہ دیا تھا۔ اور خود مڑ کر وارڈ روب سے کپڑے نکالنے لگا۔ بیڈ پر اس کا کافی سامان بکھرا پڑا تھا۔ کپڑے بیگ میں رکھتے ہوئے اس نے خاموش کھڑی ماہ رخ کو دیکھا۔

"کیا بات ہے ماہی! کچھ کہنا ہے؟" وہ اسی مصروف سے انداز میں بولا۔ اس نے بڑی بے بسی سے تیمور کو دیکھا وہ آ تو گئی تھی لیکن اب اسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ بات کیسے کرے۔ آخر کار ہمت کر کے اس نے خود کو بولنے کے لیے تیار کیا۔

"آپ واپس کب آئیں گے؟" اس کے سوال پر وہ مسکرایا۔

"ابھی تو میں گیا بھی نہیں اور تم آنے کے بارے میں پوچھ رہی ہو۔" پھر رک کر اسے دیکھنے لگا۔

"کچھ کہہ نہیں سکتا جب مجھے لگے گا ہم سب کا فیوچر سیف ہو گیا ہے تب آ جاؤں گا' پانچ سال بھی لگ سکتے ہیں اور اس سے زیادہ بھی۔" اب وہ تہہ شدہ کپڑے بیگ میں رکھ رہا تھا۔

"آپ شادی نہیں کریں گے؟" ماہ رخ کی بات پر وہ ہنس پڑا۔

"ماہی! تم یہ پوچھنے آئی ہو؟" اس نے گردن موڑ کر اس کا چہرہ دیکھا۔

"بتائیں نا تیمور بھائی! وہ اب بھی سنجیدہ تھی تو مجبورا"

اسے بھی سنجیدہ ہونا پڑا۔

"کروں گا لیکن سحر اور تمہاری شادی کے بعد۔"

"آپ کس سے شادی کریں گے؟" اس نے الجھن بھری نظروں سے ماہ رخ کی طرف دیکھا۔

"کسی بھی اچھی لڑکی سے۔"

"کیا آپ کے خیال میں میں اچھی لڑکی ہوں؟"

"ماہی! یہ تم کیا پزل کھیل رہی ہو ابھی مجھے بہت کام کرنا ہے۔" اس نے سر جھٹک کر جیسے کسی سوچ سے پیچھا چھڑایا۔

"کیا میں اچھی نہیں؟" ماہ رخ کی بھرائی ہوئی آواز پر وہ ٹھٹھک کر اس کی طرف مڑا۔

"اچھی ہو ماہی! تم بہت اچھی ہو۔" وہ جلدی سے بولا۔

ماہ رخ کا انداز اس کے لیے کافی پریشان کن تھا۔

"جب میں اچھی ہوں تو وہ لڑکی میں کیوں نہیں ہو سکتی جس سے آپ شادی کریں گے۔" ماہ رخ کی بات پر جیسے ان کے سر پہ دھماکا ہوا۔ وہ حیرت کے مارے بالکل ساکت ہو گیا تھا۔ کمرے میں محسوس کی جانے والی خاموشی چھائی تھی۔ اس نے ڈرتے ڈرتے تیمور کی طرف دیکھا جس کا چہرہ سفید پڑ گیا تھا۔

پھر اچانک اس کا چہرہ سرخ ہوا اور وہ دوبارہ بیگ پر جھک گیا۔

"جاؤ یہاں سے۔" جب وہ بولا اس کی آواز سرد تھی۔

اس کے اجنبی لہجے کے درد کو اس نے اپنے اندر اترتے ہوئے محسوس کیا تھا' لیکن وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلی۔ بلکہ چند قدم اٹھا کر اس کے قریب آ گئی۔

"آپ مجھ سے پیار نہیں کرتے؟" اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ لیکن تیمور نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"آپ مجھ سے پیار نہیں کرتے؟" اس نے تیمور کے بازو پر ہاتھ رکھا جس کو اس نے جھٹکے سے ہٹا دیا جیسے اسے کرنٹ نے چھو لیا ہو۔ اس سلوک پر وہ حیران ہو کر اسے دیکھنے لگی۔

"نہیں۔" وہ زور سے بولا۔

"جھوٹ بولتے ہیں آپ' سب کہتے ہیں آپ مجھ سے پیار کرتے ہیں۔" وہ بھی اسی طرح زور سے بولی۔

"کس نے یہ بکواس کی ہے؟" غصہ اب اس کے لہجے سے بھی جھلکنے لگا تھا۔

"میری سب فرینڈز کہتی ہیں۔"

"دماغ خراب ہے تمہارا اور تمہاری دوستوں کا بھی' کالج تم یہ کرنے جاتی ہو؟ کس قسم کی ہیں تمہاری فرینڈز' ان سب فضول باتوں کو دماغ سے نکال کر صرف پڑھائی پر دھیان دو۔ ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے جو تمہیں شادی کی فکر لگ گئی ہے اور یہ پیار؟ کیا سمجھتی ہو اس پیار کے بارے میں۔ میرے کس انداز سے تمہیں یہ غلط فہمی ہوئی نہ تو تم مجھ سے پیار کرتی ہو اور نہ میں۔"

"میں آپ سے پیار کرتی ہوں۔" وہ تیزی سے بولی اور اسی تیزی سے تیمور کے چہرے کا رنگ بدلا۔

"تمہاری فضول دوستوں کی کمپنی نے تمہارا دماغ خراب کر دیا ہے۔ یہ محض ایک اٹریکشن ہے جو تمہیں محسوس ہو رہی ہے۔ ایک وقت آئے گا جب اپنی حماقت پر تم خود ہنسو گی اور عمر کے جس حصے میں تم ہو وہاں پر قریب رہنے والے شخص کو دیکھ کر لگتا ہے آپ کو اس سے محبت ہے یہ محبت نہیں' صرف تمہارے دماغ کا خلل ہے۔" اس کے لہجے کی سختی نے اس کے دل کے کئی ٹکڑے کر دیے تھے۔

وہ خود کو گہری کھائی میں گرتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔ اس نے روتے ہوئے اس کے اجنبی رویے کو دیکھا۔

ایک دفعہ پھر ہمت کی۔

"یہ اٹریکشن نہیں۔ میں سچ مچ آپ سے ماہ رخ۔" وہ اتنی زور سے دھاڑا کہ ماہ رخ اپنی جگہ ہل کر رہ گئی۔

زندگی میں پہلی بار اس نے تیمور کے منہ سے اپنا نام سنا تھا جب اس کے لہجے میں اپنائیت کی کوئی رمق نہیں تھی۔ وہ الٹے قدموں پیچھے ہٹی تھی۔

"اور سنو' جب میں جاؤں تو میرے سامنے بالکل مت آنا۔"

"ناؤ لیو می الون۔" تیمور نے کہنے کے ساتھ ہی آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا اور وہ تیزی سے باہر نکل گئی۔

اور پھر ایسا ہی ہوا تھا جب وہ گیا نہ تو اس نے اس کا پوچھا تھا اور نہ ہی وہ نیچے آئی تھی۔ وہ ساری رات اس نے رو کر گزاری تھی اور اس کا نتیجہ شدید بخار کی صورت میں نکلا۔ سب نے اسے تیمور کے جانے کا اثر سمجھا تھا' وہ سب جانتے تھے وہ تیمور سے کس قدر اٹیچ ہے۔

وقت کے ساتھ ساتھ وہ بہت بدل گئی تھی۔ شرارتیں قہقہے اس نے سب چھوڑ دیے تھے۔

ایف ایس سی جب اس نے شاندار نمبروں سے پاس کیا

تو اس نے میڈیکل میں ایڈمیشن لینے سے انکار کر دیا۔
میڈیکل میں جانا اس کی کتنی بڑی خواہش تھی سب جانتے تھے۔ ہر کوئی حیران تھا۔ سب نے اسے حتی الامکان سمجھانے کی کوشش کی لیکن اس کی ناں ہاں میں نہیں بدلی تھی۔

عروج اور سدرہ کے نمبر میرٹ کے مطابق نہیں آئے تھے سو انہوں نے اس کے ساتھ ایڈمیشن لیا تھا۔ جبکہ شمین نے میڈیکل میں ایڈمیشن لے لیا تھا۔ جب تیمور کو پتا چلا کہ وہ میڈیکل میں ایڈمیشن نہیں لے رہی تب اس نے اسے کئی فون کر ڈالے۔ لیکن اب وہ اس شخص کی آواز بھی سننا نہیں چاہتی تھی۔ جس نے اس کا مان توڑا تھا۔

گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہی اس کی پہلی نظر مومن پر پڑی تھی جو سلمان کی بائیک پر چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ گیٹ کھلنے کی آواز پر وہ گیٹ کی طرف مڑا اور وہیں سے خالہ خالہ پکارتا ہوا اس سے لپٹ گیا۔ ماہ رخ نے جھک کر اس کے دونوں گال چوم لیے اور اسے لے کر لان کی طرف آگئی جہاں سب بیٹھے دھوپ کا مزہ لے رہے تھے۔

"السلام علیکم کیسی ہیں آپ باجی؟" وہ مومن کا ہاتھ چھوڑ کر تانیہ کے قریب بیٹھ گئی۔

"میں تو بالکل ٹھیک ہوں' تم سناؤ تمہاری یونیورسٹی کیسی جا رہی ہے۔"

"اچھی جا رہی ہے۔" تانیہ کی بات پر وہ مسکرائی۔

"ہیلو گڑیا۔" ساتھ ہی اس نے تانیہ کی گود میں لیٹی اس کی چند ماہ کی بچی کو گود میں لے لیا۔

"خالہ! چلیں کھیلتے ہیں۔" مومن لڈو لے کر اس کے پاس آگیا۔

"ماہ رخ بیٹا! پہلے جا کر کھانا کھا لو بعد میں اس شیطان کے ساتھ کھیلنا۔" اسے اٹھتے دیکھ کر حلیمہ نے ٹوک دیا۔

تب ہی سحر کو اپنی طرف آتا دیکھ کر اس نے بیگ میں سے کاغذوں کا ایک رول نکال کر اس کے ہاتھ میں دیا۔

"تمہارے ان نوٹس کے لیے آج مجھے اتنا خوار ہونا پڑا میں بتا نہیں سکتی۔"

"تھینک یو۔" سحر نے اس کا منہ چوم کر کہا تو وہ غصہ بھول کر مسکرا دی۔

"ارے واہ' یہاں تو بڑی رونق لگی ہے۔" سلمان نے ان سب کو ساتھ بیٹھے دیکھ کر کہا۔

"تم کہاں تھے صبح سے' میں کب سے آئی ہوں اور تمہیں اب فرصت مل رہی ہے؟" تانیہ نے نک سک سے تیار سلمان کو دیکھ کر شکوہ کیا۔

"سچ باجی! مجھے بالکل بھی پتا نہیں تھا آپ آئی ہیں۔ آج کل میری نائٹ ڈیوٹی ہوتی ہے اس لیے سارا دن سوتا ہوں۔ ورنہ آپ آئیں اور ہم سونے کی جسارت کریں کیا یہ ممکن ہے۔" تابعداری کے اس اعلا مظاہرے پر ماہ رخ اور سحر مسکرانے لگے۔

"ہاں تمہاری ساری محبت میں جانتی ہوں۔ بائی دا وے اتنی تیاری سے کہاں جا رہے ہو؟" انہوں نے سر سے پیر تک اس کا جائزہ لیا۔

"بتا تو رہا ہوں' ہاسپٹل۔"

"ہوں' دال میں کچھ کالا لگتا ہے۔" تانیہ نے سحر اور ماہ رخ کو دیکھا۔

"جی نہیں پوری دال ہی کالی ہے۔" سحر کے کہنے پر سلمان چڑ کر کھڑا ہو گیا۔

"تم تو ہو ہی میری دشمن۔" وہ سحر سے جل کر بولا۔

اور تیزی سے باہر نکل گیا۔

"سلمان چلا گیا؟" حلیمہ نے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"جی۔" سحر نے تانیہ کی بیٹی اریبہ کو ماہ رخ کی گود میں منتقل کیا جو چپ ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

"سحر! جاؤ بیٹا روٹیاں پکا لو۔ شیراز آنے والا ہو گا۔"

"اچھا امی! جاتی ہوں۔" وہ اٹھ کر کچن میں آگئی۔

"میں نے آپ سے سعدیہ آنٹی کے بیٹے کی بات کی تھی پھر آپ نے کیا سوچا؟" ماہ رخ اور کچن کے دروازے میں کھڑی سحر کے کان کھڑے ہو گئے۔

"تانیہ! مجھے رشتہ تو پسند ہے' لیکن میں سوچ رہی تھی ایک بار تیمور سے بات کر لوں اس کا اتنے دن سے فون بھی نہیں آیا پتا نہیں کیا بات ہے۔"

"اوفوہ امی! اس میں اتنا سوچنے والی کون سی بات ہے۔ سعدیہ آنٹی شیراز کی خالہ ہیں میں انہیں اچھی طرح جانتی ہوں۔ روز آنٹی سے فون کر کے پوچھتی ہیں اب میں انہیں کیا جواب دوں؟" تانیہ جھنجلا کر بولی۔

"اچھا میں دو ایک دن میں بتاؤں گی۔" انہوں نے پر سوچ انداز میں کہا تو ماہ رخ' اریبہ کو تانیہ کی گود میں واپس دے کر کچن میں آگئی۔ جہاں سحر روٹیاں پکا رہی تھی۔ ماہ رخ شیلف سے ٹیک لگا کر اس کا چہرہ دیکھنے لگی کچھ دیر تو وہ چپ رہی پھر جھنجلا کر بولی۔

"کیا تکلیف ہے؟"

"کیا ہوا میں نے کچھ کہا" ماہ رخ نے بھولپن سے اسے دیکھا۔

"تو گھور کیوں رہی ہو؟"

"تو کیا تمہیں گھورنے کا حق صرف شرجیل صاحب کے پاس ہے؟" اس نے مسکراہٹ روکتے ہوئے کہا تو سحر نے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ بیلن اٹھا کر اس کے بازو پر دے مارا تو وہ کراہ اٹھی۔

"ذلیل لڑکی! اتنی زور سے کیوں مارا' میں تو سچ کہہ رہی تھی۔" وہ پھر بھی باز نہیں آئی ——— "میں بھی کہوں جب بھی تانیہ باجی کے گھر جائیں موصوف پہلے سے کیوں وہاں پائے جاتے ہیں اور اس دن بس اچانک ہی انہیں یونیورسٹی میں کوئی کام پڑ گیا اور وہ بھی تمہارے ڈپارٹمنٹ میں حیرت کی بات ہے نا؟" ماہ رخ نے بھرپور حیرت کا مظاہرہ کیا۔ سحر نے غصے سے اسے گھورا لیکن اس کے ہونٹ مسکرا رہے تھے۔

"اور وہ سعدیہ آنٹی بھی 'مجھے سحر بہت اچھی لگتی ہے۔" ماہ رخ نے ان کے لہجے کی نقل اتاری تو سحر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

☼ ☼ ☼

"توبہ کس قدر سردی ہے۔ صبح جب میں اٹھی تو سردی کے مارے میرے دانت بجنے لگے تھے آج تو سورج بھی نہیں نکلا۔" ماہ رخ نے سر اٹھا کر آسمان پر سورج کو ڈھونڈنے کی کوشش کی تھی۔

"ماہ رخ! جلدی چلو نا تم کیا رینگ رینگ کر چل رہی ہو" سحر نے اسے ٹوکا اسٹاپ سے گھر تک کا فاصلہ پانچ منٹ کا تھا اور وہ بھی انہیں کسی عذاب سے کم نہیں لگ رہا تھا۔ سحر نے گیٹ پر دباؤ ڈال کر اسے کھولنے کی کوشش کی لیکن وہ لاک تھا۔

"تو آج گیٹ بھی بند کر دیا۔" سحر نے غصے سے انگلی بیل پر رکھی اور پھر اٹھانا بھول گئی۔

"ارے سحر! میرے پاس چابی ہے۔" ماہ رخ کے چابی نکالنے سے پہلے سلمان گیٹ کھول چکا تھا۔

"یہ تمہارا کیا طریقہ ہے بیل دینے کا؟ ساری تمیز یونیورسٹی میں بھول آئی ہو۔" سلمان کہتے ہوئے تیزی سے اندر مڑ گیا۔

تمیز کے اس لیکچر پر ان دونوں نے ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا اور کندھے اچکاتے ہوئے اندر آ گئیں۔ لیکن لاؤنج میں داخل ہوتے ہی انہیں سلمان کے لیکچر کی وجہ سمجھ میں آ گئی جہاں شرجیل کے ممی ڈیڈی بیٹھے تھے۔ ماہ رخ نے سحر کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا تو ایک جا رہا تھا۔

شام کو فریش ہو کر وہ کچن میں آئی تو چائے پی کر اس کا سحر سے دو دو ہاتھ کرنے کا پروگرام تھا۔ وہ چائے لے کر رخشندہ کے پاس آ گئی جو کسی سوچ میں گم تھیں۔ اسے دیکھ کر وہ مسکرائیں۔

"شرجیل کے والدین بات پکی کر گئے ہیں۔" ان کی بات پر وہ بے ساختہ مسکرا دی۔ "اسی سال شادی کا پروگرام بھی ہے ان کا۔"

"اچھا یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔" وہ خوش ہو گئی۔

"تم ثناء عروج کی شادی کب ہے؟" کچھ دیر بعد انہوں نے اس سے پوچھا۔

"دو تین ماہ تک وہ لوگ تیاریوں میں مصروف ہیں اور ثمن کی بھی دو ماہ تک ہے اس سال تو ساری شادیاں اکٹھی آ رہی ہیں میرا تو اچھا خاصا خرچا ہو گا۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"سب کے نصیب کھل رہے ہیں پتا نہیں تمہارے نصیب کب کھلیں گے۔" رخشندہ کے سرد آہ بھرنے پر ماہ رخ نے نظر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"امی! اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے جب نصیب میں ہو گا ہو جائے گی۔ میں سحر کے پاس جا رہی ہوں۔" وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میرے پاس تمہارے لیے ایک اور گڈ نیوز ہے۔" ان کی مسکراتی آواز پر وہ اشتیاق سے ان کی طرف پلٹی۔

"آج تیمور آ رہا ہے۔" اس کے مسکراتے ہونٹ یکدم سکڑ گئے۔

"اچھا۔" وہ بے تاثر آواز میں بولی۔

"ہاں' اسی لیے تو سحر کی ہاں کی ہے کہ تیمور کے آنے پر منگنی ہو گی۔ کل صبح اس کا فون آیا تھا وہ آج شام کو پہنچ رہا ہے ہم سب تو حیران رہ گئے تھے۔ سحر کو بھی نہیں پتا تھا۔" اپنی خوشی میں انہوں نے اس کے بجھے ہوئے چہرے کو نہیں دیکھا تھا۔ وہ واپس اپنے کمرے کی طرف مڑ گئی۔

"ارے' تم تو سحر کے پاس جا رہی تھیں؟" انہوں نے

حیرت سے اسے دیکھا۔

"وہ کل میرا ٹیسٹ ہے۔ مجھے اس کی تیاری کرنی ہے۔" وہ تیزی سے کمرے میں آگئی۔ بیڈ پر بیٹھ کر اس نے نوٹس اپنے آگے پھیلا لیے کتنی دیر تک وہ بے مقصد انہیں گھورتی رہی۔ وہ اس وقت بالکل خالی الذہن تھی۔

"چچی جان! آپ تیار نہیں ہوئیں ماہ رخ کو بتایا کہ بھائی آرہے ہیں؟" سحر کی کھنکتی۔۔۔ ہوئی آواز سے اسے اس کی خوشی کا اندازہ ہو رہا تھا۔

"اندر ہے۔"

"اچھا میں اسے دیکھتی ہوں۔" سحر کے کہنے پر اس نے جلدی سے نوٹس ہاتھوں میں پکڑ لیے۔

"ماہ رخ! تمہیں پتا چلا آج تیمور بھائی آرہے ہیں۔" سحر نے خوشی سے جگمگاتے چہرے کے ساتھ اسے اطلاع دی تو اس نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔

"تم تیار نہیں ہو میں ہمیں ایئرپورٹ جانا ہے۔ سلمان اپنے دوست کی کار لینے گیا ہے۔ بس ابھی آتا ہو گا جلدی سے اٹھو۔"

سحر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھانے کی کوشش کی۔

"سحر! پلیز یار کل میرا بہت ضروری ٹیسٹ ہے تمہیں تو پتا ہے سر کا تعلق ہلاکو خان کے خاندان سے ہے اور اگر مارکس کم ہوں تو ساری کلاس کے سامنے وہ میری بے عزتی کر دیں گے۔" ماہ رخ نے شکل پر بے بسی طاری کرتے ہوئے کہا۔ لیکن سحر اس کے کسی بہانے کو خاطر میں نہیں لائی۔

"مجھے کچھ نہیں سننا' جلدی اٹھو۔"

"سحر آج میں میری بالکل بھی تیاری نہیں اور پھر سب جا رہے ہیں گاڑی میں جگہ کہاں نکلے گی۔"

"واپسی پر کیا کریں گے تیمور بھائی کو کیا گاڑی کی چھت پر بٹھائیں گے۔ تم سب جاؤ میں ان سے گھر میں مل لوں گی۔" سحر تذبذب کی کیفیت میں کھڑی رہی تو ماہ رخ نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"اٹس او کے سحر! تیمور بھائی کو آنا تو گھر ہی ہے نا میں مل لوں گی۔" سحر قدرے اطمینان سے ہوئی۔

"ویسے ماہ رخ! تم کافی بدل گئی ہو' اس کا احساس مجھے اب ہو رہا ہے ورنہ اس وقت سب سے پہلے تم کار میں سوار ہوتیں۔" وہ سر جھٹک کر مسکرا دی۔

"اچھا اب جاؤ۔" ماہ رخ نے اٹھ کر اسے کمرے سے باہر دھکیلا اور دروازہ بند کر دیا۔

"ماہ رخ نہیں جا رہی؟" اسے اکیلا آتا دیکھ کر رخشندہ نے حیرانی سے پوچھا۔

"نہیں' آپ چلیں بتاتی ہوں۔" کچھ دیر بعد آوازیں آنا بند ہو گئیں۔ وہ کھڑکی کے پاس آکر باہر دیکھنے لگی۔ جہاں سلمان گیٹ لاک کرنے کے بعد اب گاڑی میں بیٹھ رہا تھا۔ وہ اسی سپاٹ چہرے کے ساتھ واپس بیڈ پر آگئی اور کمبل سر تک اوڑھ لیا۔

☼ ☼ ☼

صبح وہ معمول سے پہلے گھر سے نکل آئی تھی۔ نیچے مکمل طور پر خاموشی کا راج تھا۔ یونیورسٹی پہنچ کر وہ ٹھیک طرح سے کوئی لیکچر اٹینڈ نہیں کر پائی۔

رات کو وہ لوگ تین بجے گھر پہنچے تھے اور صبح سات بجے سوئے تھے۔ وہ بھی ساری رات جاگتی رہی تھی۔ تین بجے جب سحر اسے جگانے آئی تو وہ سوتی بن گئی تھی۔ ساری رات جاگنے سے اس کی آنکھیں اور طبیعت دونوں بوجھل ہو رہے تھے۔

"ماہ رخ؟" سدرہ کے آواز دینے پر وہ چونکی۔

"کہاں گم ہو' طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟" سدرہ نے اس کی اتری ہوئی صورت دیکھ کر پوچھا۔

"ہوں۔" اس نے بے اختیار گہری سانس لے کر اپنی آنکھوں کو مسلا۔

"وہ رات کو دیر سے سوئی تھی اس لیے۔" پھر وہ مزید خود کو سوچوں سے بچانے کے لیے ان کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گئی۔ وہ خود نہیں جانتی تھی وہ چاہتی کیا ہے۔

بس اسٹاپ پر اتر کر وہ دھیرے دھیرے چلنے لگی۔ گیٹ کے سامنے کھڑے ہو کر کتنی دیر تک وہ سوچتی رہی کہ وہ بیل دے یا..... پھر کسی نتیجے پر پہنچ کر اس نے بیگ میں سے چابی نکالی۔ اس کی توقع کے عین مطابق ابھی سب سو رہے تھے۔

اوپر آکر اس نے رخشندہ کے کمرے میں جھانکا وہ بھی سو رہی تھیں۔ وہ اپنے کمرے میں آگئی۔ منہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے ڈالنے سے آنکھوں کو تراوت ملی تھی لیکن سردی کے مارے دانت بجنے لگے تھے۔ تولیے سے منہ پونچھتے ہوئے وہ کچن میں آگئی جہاں صاف ستھرا کچن اس کا منہ چڑا رہا تھا۔ کچھ دیر چولہے کو گھورنے کے بعد وہ فریج کی

طرف مڑی اور فریز کیے ہوئے شامی کباب نکال لیے۔ روٹیاں پکانے اور شامی کباب فرائی کرنے کے بعد اس نے انہیں ٹیبل پر رکھا اور پانی کا گلاس بھر کر جونہی مڑی آنکھوں کے ساتھ اس کا وجود بھی ساکت ہو گیا تھا۔ آمنے سامنے کھڑے وہ دونوں نفوس ایک دوسرے کو پلکیں جھپکائے بغیر یوں دیکھ رہے تھے جیسے جہاں آنکھ جھپکی سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ تین سال بعد وہ چہرہ اس کے سامنے تھا۔ ماہ رخ نے اپنے ہاتھوں میں لرزش اترتی محسوس کی تھی۔ اس نے جلدی سے نظریں جھکالیں۔

"کیسی ہو ماہی!" تین سال بعد وہ یہ آواز سن رہی تھی۔ اس سے پہلے کہ گلاس اس کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹتا اس نے جلدی سے اسے شیلف پر رکھ دیا۔ اسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا وہ کیا کرے۔

"السلام علیکم!" اچانک اس کے منہ سے نکلا۔

"وعلیکم السلام۔" وہ شاید مسکرایا لیکن ماہ رخ دیکھ نہیں سکی کیونکہ وہ اس وقت زمین کو دیکھ رہی تھی۔ خاموشی ایک بار پھر ان کے درمیان ٹھہر گئی تھی۔ اس خاموشی کو ایک بار پھر تیمور نے توڑا۔

"تم رات کو بھی مجھ سے نہیں ملیں، صبح بھی جب میں اوپر آیا تم جا چکی تھیں۔ اب گیٹ کھلنے کی آواز پر میں نے سوچا میں خود تم سے مل آؤں۔" وہ اب بھی خاموش تھی۔ تیمور غور سے اس کے جھکے ہوئے سر کو دیکھ رہا تھا اور ساتھ اس کے ہاتھوں کی لرزش کو جنہیں وہ ایک دوسرے میں جکڑ کر روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"تم ایئرپورٹ کیوں نہیں آئیں؟" وہ اس وقت سے بچنا چاہتی تھی لیکن۔

"ماہی! تم نے جواب نہیں دیا؟" تیمور نے دوبارہ پوچھا۔

"سب گئے تو تھے۔" وہ دھیمی آواز میں بولی۔

"لیکن سب میں اور تم میں فرق ہے، میں تمہاری بات کر رہا ہوں۔" اب کی بار ماہ رخ نے نظریں اٹھا کر اس کے فریش چہرے کو دیکھا۔ وہ شاید باتھ لے کر آ رہا تھا۔

ان تین سالوں میں کوئی خاص فرق نہیں پڑا تھا سوائے اس کے کہ وہ اور زیادہ وجیہہ ہو گیا تھا۔

"ہاں کچھ لوگ ہوتے ہیں جو دوسروں کا سکون برباد کر کے انہیں توڑ کر خوش رہتے ہیں۔" اس نے اپنے اندر غصے کا ایک طوفان اٹھتا محسوس کیا تھا۔ تیمور نے غور سے اس کے چہرے کے بدلتے رنگ کو دیکھا اور مسکراتے ہوئے اندر آ گیا۔

"ناراض ہو؟" ماہ رخ نے اپنے قریب اس کی آواز سنی وہی بہلاتا ہوا شفقت سے بھرپور لہجہ شاید ان تین سالوں میں وہ اس کی غلطی بھول چکا تھا یا معاف کر چکا تھا لیکن وہ بذات خود نہ تو خود کو معاف کر پائی تھی اور نہ اس کو بھی معاف کر سکتی تھی۔ اس نے جواب دینے کی بجائے اپنا رخ موڑ لیا۔

"ارے تیمور!" اس سے پہلے وہ کوئی اور سوال کرتا ان دونوں نے رخشندہ کی آواز سنی "اٹھ گئے تم۔" اسے دیکھ کر انہوں نے خوشی کا اظہار کیا۔

"جی چچی جان! نیچے سب سو رہے تھے تو سوچا ماہی سے مل آؤں۔" اس نے مسکرا کر ماہ رخ کے غضب ناک تیور دیکھے۔

"اچھا ہوا تم آ کر مل لیے ورنہ ابھی تیمور بھائی، تیمور بھائی کرتی نیچے پہنچ جاتی۔" ان کی بات پر ماہ رخ کی برداشت جواب دے گئی وہ تیزی سے کچن سے باہر نکلی۔

"ارے ماہ رخ! کھانا تو کھا لو۔" اس نے اپنے پیچھے ان کی آواز سنی۔

"مجھے بھوک نہیں ہے۔" وہ تیزی سے کمرے میں آ گئی۔ بیڈ پر بیٹھ کر کتنی دیر تک وہ خود پر قابو پانے کی کوشش کرتی رہی، پھر اٹھ کر کھڑکی کے پاس آ گئی کھڑکی کھولنے پر ٹھنڈی ہوا نے اس کا استقبال کیا تھا لیکن وہ ٹھنڈ سے بے نیاز نیچے دیکھنے لگی۔

"آپ بھول سکتے ہیں آپ نے کیا کہا تھا لیکن میں کبھی نہیں بھول سکتی، آج تین سال گزرنے کے بعد بھی آپ کا لہجہ آپ کا ایک ایک لفظ میری سماعت میں پوری جزئیات کے ساتھ زندہ ہے۔ آپ وہ سب کچھ بھول کر تیمور بن سکتے ہیں لیکن میں اب وہ پہلے والی ماہی نہیں بن سکتی۔ وہ ماہی تو تب ہی مر گئی تھی جب آپ نے اس کا مان توڑا تھا۔ اس کی محبت کو پاگل پن کہا تھا۔ میں ماہ رخ ہوں، وہ ماہ رخ جو آپ سے نفرت کرتی ہے۔ میں آپ کو کبھی بھی معاف نہیں کر سکتی، کبھی نہیں۔ ایک آنسو اس کی آنکھ سے نکل کر اس کے رخسار پر لکیر بناتا ہوا نیچے گم ہو گیا۔

☼ ☼ ☼

نیچے سے آتی توڑ پھوڑ کی آوازوں پر اس نے غصے سے کتاب کو میز پر پٹخ دیا۔ تیمور کو آئے ایک ہفتہ ہوا تھا اور

اس نے آتے ہی گھر میں کام شروع کروا دیا تھا۔ نیچے کے سارے پورشن کا فرنیچر اس نے بدلوا دیا۔ سارا کچن امریکن اسٹائل کا بن رہا تھا۔

"ماہ رخ!" رخشندہ کے کندھا ہلانے پر اس نے کمبل پر رکھا اپنا سر اٹھا کر انہیں دیکھا وہ شاید سو گئی تھی۔ تو آوازیں آنا بھی اب بند ہو گئی تھیں۔

"کیا ہوا سو گئی تھیں؟" انہوں نے اس کے چہرے پر آئے ہوئے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

"شاید پتا ہی نہیں چلا۔" اس نے جمائی روکتے ہوئے کہا۔

"اچھا پھر تیار ہو جاؤ' نیچے سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔"

"کیوں؟" اس نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

"تیمور نے نئی کار لی ہے۔ اس لیے سب کو ٹریٹ دے رہا ہے۔" اس نے بے اختیار گہرا سانس لیا۔

"امی! میں نہیں جا سکتی' کل میرا بہت ضروری ٹیسٹ ہے اور ویسے بھی سردی کی وجہ سے میرے سر میں بہت درد ہو رہا ہے۔" اس نے رخشندہ کے جگمگاتے ہوئے چہرے سے نظریں چراتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔ ایک منٹ کے لیے وہ چپ کی چپ رہ گئیں۔ پھر انہوں نے غور سے اپنی بیٹی کا چہرہ دیکھا۔

"ماہ رخ! کیا بات ہے میں محسوس کر رہی ہوں جب سے تیمور آیا ہے تم نہ تو نیچے جاتی ہو اور نہ ہی اس سے بات کرتی ہو۔ کیا تم دونوں میں کوئی ناراضی ہے۔" رخشندہ کی بات پر وہ گھبرائی لیکن خود پر قابو پاتے ہوئے مسکرا کر ان کی طرف متوجہ ہوئی۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں امی! میں کیوں تیمور بھائی سے ناراض ہوں گی بس ٹیسٹ کی مصروفیات ہیں یہ ختم ہو جائیں پھر سب سے پہلے میں سیر کو جاؤں گی۔" اس نے مسکراتے ہوئے انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کی اور شاید وہ مطمئن ہو بھی گئی تھیں۔

"چلو ٹھیک ہے میں ان کے ساتھ جا رہی ہوں گیٹ باہر سے لاک کر کے جائیں گے۔" وہ نیچے اترتے ہوئے بولیں تو ان کے جاتے ہی اس نے گہرا سانس لیا تھا۔

نیچے لاؤنج میں قدم رکھتے ہی ایک پل کو تو وہ حیران رہ گئی تھی۔ نیچے تو سارا نقشہ ہی بدلا ہوا تھا۔ اس نے ستائشی نظروں سے اردگرد کا جائزہ لیا۔ سحر کو آتا دیکھ کر وہ باہر نکل آئی تھی۔ پورچ میں کھڑی بلیک ہنڈا سوک کو اس نے پُر نظروں سے دیکھا۔

"گھر بہت خوب صورت ہو گیا ہے۔" اس نے سحر کو دیکھ کر کہا لیکن وہ کچھ نہیں بولی۔

"کیا بات ہے سحر! تم مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہیں۔" اس نے پریشانی سے سحر کی شکل دیکھی۔

"کیونکہ میں تم سے ناراض ہوں۔" اس نے اب بھی ماہ رخ کی طرف نہیں دیکھا۔

"کیوں؟" وہ حیران ہوئی ----- سحر نے غور سے ماہ رخ کی شکل دیکھی۔

"اس لیے کہ میں تمہیں سمجھنے سے قاصر ہوں۔ تمہیں ہو کیا گیا ہے۔ جب سے تیمور بھائی آئے ہیں تم نے نیچے آنا چھوڑ دیا ہے۔ سارے گھر کا فرنیچر بدلا تھا۔ تم نے اپنے کمرے کا بدلوانے سے انکار کر دیا۔ تمہیں پتا ہے تیمور بھائی نے کتنے پیار سے تمہارے کمرے کا فرنیچر پسند کیا تھا۔ تم کو سیر کے لیے بلوائیں تو تب بھی تم انکار کر دیتی ہو۔ تیمور بھائی نے نئی گاڑی لی تم وہ دیکھنے تک نیچے نہیں اتریں۔ کیا میں سمجھوں تم ہمیں اپنا نہیں سمجھتیں ہماری خوشیاں تمہیں ہم سب کی نہیں صرف ہماری لگتی ہیں۔" وہ بہت غصے میں تھی۔

"سحر" ماہ رخ نے بڑے دکھ سے اس کے الزام کو سنا۔

"تم مجھے ایسا سمجھتی ہو؟" اس کی آنکھ میں پانی جمع ہونے لگا۔ سحر ایک دم شرمندہ ہو گئی۔

"آئی ایم سوری ماہ رخ! لیکن تم جانتی ہو تیمور بھائی ہمارے لیے کیا اہمیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے ہماری خوشیوں کے لیے کبھی اپنی خوشیوں کی پروا نہیں کی۔ میں ان سے بہت پیار کرتی ہوں انہیں کوئی تکلیف ہو تو مجھے ان سے زیادہ ہوتی ہے تمہارا رویہ انہیں شاید برا لگا تھا۔ تمہارے بار بار منع کرنے پر انہیں تکلیف ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا تو نہیں لیکن مجھے لگتا ہے۔ میں تو اس بات پر حیران ہوں کہ ہم سب سے زیادہ تو تم تیمور بھائی کے قریب رہی ہو پھر اب کیا ہوا ہے؟" سحر الجھتے ہوئے بولی۔

"کیا تم تیمور بھائی سے ناراض ہو؟" اچانک سحر نے گردن موڑ کر اس کا چہرہ دیکھا۔

وہ پہلے ہی سحر کی باتیں سن کر پریشان ہو رہی تھی اس کی اس بات پر اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے سحرا میں تیمور بھائی سے ناراض نہیں بھلا ان تک پہنچے نہ آنے کی بات ہے تو میرے ٹیسٹ ہو رہے ہیں اس لیے "آج ختم ہو جائیں گے تو میں سارا دن نیچے رہوں گی اور جہاں تک فرنیچر کی بات ہے تو میں اتنے سالوں سے اپنے بیڈ اور چیزوں کی اس قدر عادی ہو گئی ہوں کہ مجھے لگتا ہے شاید اس کے بغیر مجھے نیند نہ آئے اور پینٹ تم جانتی ہو اس کی بو سے میری طبیعت کتنی خراب ہوتی ہے۔" وہ نارمل لہجے میں باتیں کر کے سحر کا دھیان بٹانے میں کامیاب ہو گئی تھی لیکن یونیورسٹی پہنچتے ہی اس کا سارا اطمینان رخصت ہو گیا تھا۔ لیکچر کے دوران اس کا دھیان بار بار سحر کی باتوں کی طرف مڑ جاتا۔

"اگر سحر اور امی نے یہ بات محسوس کی ہے تو پھر باقی سب نے بھی محسوس کی ہو گی۔" اس نے پریشانی سے سوچا۔ "اس طرح کرنے سے تو سب بار بار وجہ پوچھیں گے تو میں کیا بتاؤں گی۔" اب اس نے فائل پر آڑی ٹیڑھی لائنیں کھینچنی شروع کر دیں۔ "جب تیمور بھائی سب بھول چکے ہیں اور مجھے ان سے کوئی سروکار نہیں تو میں کیوں خود کو ہلکان کر رہی ہوں اور ساتھ دوسروں کو ناراض کر رہی ہوں مجھے نیچے جانا چاہیے' کسی کے ہونے یا نہ ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے۔" اس نے سر جھٹک کر خود کو باور کروایا۔

☼ ☼ ☼

لاؤنج میں داخل ہوتے ہی بچوں کی چہکار سے انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ تانیہ آئی ہوئی ہے۔ تیمور نے گود میں اریبہ کو اٹھا رکھا تھا جبکہ اپنی ایک ٹانگ پر مومن کو بٹھائے آہستہ آہستہ مومن کے کان میں کچھ کہہ رہا تھا اور وہ ہنوز بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر اچانک تیمور کے پاس سے اٹھ کر وہ سحر کی طرف آ گیا۔

"خالہ! یہ میرے ماموں ہیں؟" اس نے تیمور کی طرف اشارہ کر کے بڑی بے یقینی سے پوچھا تو سحر نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"ہاں' یہ تیمور ماموں ہیں۔"

"لیکن میرے ماموں تو وہ ہیں۔" اس نے سلمان کی طرف اشارہ کیا۔

"ہاں یہ بھی ماموں ہیں اور وہ بھی۔" لیکن وہ اب بھی مشکوک نظروں سے تیمور کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے اس طرح دیکھنے پر تیمور قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

"تانیہ! تمہارے بیٹے کو یقین کیوں نہیں آ رہا کہ میں بھی اس کا کچھ لگتا ہوں۔"

تانیہ مسکرائی۔

"بھائی یہ کھانے کا رشتہ دار ہے اسے ابھی چاکلیٹ پکڑا دیں ابھی آپ اس کے فیورٹ ماموں ہوں گے۔"

"اچھا' ایسی بات ہے۔" سلمان کے کہنے پر اس نے مسکرا کر مومن کی طرف دیکھا جو اب ماہ رخ سے باتیں کر رہا تھا۔ مومن سے ہوتی ہوئی اس کی نظریں ماہ رخ کے مسکراتے ہوئے چہرے پر ٹھہر گئیں۔

"چلو بھئی' کھانا لگ گیا۔" اپنی امی کی آواز پر وہ چونکا۔ کھانے کی میز پر بھی وہ باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ جب ماہ رخ نے اپنی پلیٹ میں سالن ڈالا تو اس نے کافی حیرت سے اس کی طرف دیکھا' جبکہ سلمان اس کی حیرت پر بے اختیار مسکرایا۔

"بھائی! اتنا حیران ہونے کی ضرورت نہیں' محترمہ کافی بدل چکی ہیں۔ اب یہ شرنی نہیں ہرنی بن چکی ہیں۔" سلمان کے کہنے پر سب مسکرا دیے تھے۔ وہ جانتی تھی اس کے بارے میں بات ہو رہی ہے۔ لیکن اس نے سر اٹھا کر کسی کی طرف نہیں دیکھا۔

"ہاں' وہ تو میں دیکھ ہی رہا ہوں۔" تیمور نے غور سے اس کے جھکے ہوئے سر کو دیکھا۔

"بھائی! آپ لوگ ایک دوسرے سے ناراض ہیں۔" سلمان کے پوچھنے پر جہاں بے ساختہ ایک مسکراہٹ تیمور کے چہرے پر آئی تھی۔ وہیں ماہ رخ نے غصے سے پہلو بدلا۔

"میں تو بالکل بھی ناراض نہیں' لیکن لگتا ہے ماہی مجھ سے ناراض ہے۔" وہ شرارت سے مسکرایا تو ماہ رخ نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

"اچھا میں بھی کہوں ماہ رخ نیچے کیوں نہیں آتی۔ کیوں بیٹا! تم تیمور سے کس بات پر ناراض ہو؟" حلیمہ کے پوچھنے پر وہ پریشان ہو گئی۔ اب سب کی نظریں اس پر جمی تھیں' اس کو پھنسا کر وہ بڑے مزے سے کھانا کھانے میں مصروف ہو گیا تھا۔

"نہیں تو بڑی امی! میں ناراض نہیں ہوں' میرے ٹیسٹ ہو رہے تھے اس لیے نیچے نہیں آ سکی۔ سب کو بتا تو چکی ہوں کوئی یقین ہی نہیں کرتا۔" آخر میں وہ روہانسی ہو گئی۔

"وہ ٹھیک تو کہہ رہی ہے امی! آپ خود سوچیں بھلا تیمور

"اور ماہ رخ ایک دوسرے سے کیسے ناراض ہو سکتے ہیں۔"

تانیہ کی بات پر تیمور نے نظریں اٹھا کر ماہ رخ کی طرف دیکھا۔ جس کا چہرہ غصے کے مارے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ مسکرا کر دوبارہ پلیٹ پر جھک گیا۔ کھانا کھانے کے بعد وہ لوگ ایک بار پھر لاؤنج میں آ گئے تو مجبوراً اسے بھی آنا پڑا۔ پہلے ہی پیچھے نہ آنے کی وجہ سے وہ اچھی خاصی پریشان ہوئی تھی۔ وہ مزید انہیں کوئی اور موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔

ڈھیر سارے چاکلیٹ مومن کو دینے کے بعد آخر مومن نے تیمور کو اپنا ماموں تسلیم کر لیا تھا۔

"بچوں کے آنے سے گھر میں کتنی رونق ہو جاتی ہے۔"

حلیمہ نے مومن اور اریبہ کو دیکھ کر کہا۔

"تو امی آپ تیمور کی شادی کر دیں تاکہ یہاں بھی رونق ہو جائے۔" تانیہ جھٹ بولی۔

"تو تم سے زیادہ مجھے جلدی ہے' میرا بس چلے تو کل کے بجائے آج کر دوں پر یہ مانے تو۔" حلیمہ نے تیمور کی طرف دیکھا تو تانیہ نے بھی اپنا رخ اس کی طرف موڑ لیا۔

"کیوں تیمور اب کیا پرابلم ہے۔ تین سال سے تم یہ کہہ کر ٹال رہے تھے میں ابھی نہیں سکتا میرا کام سیٹ نہیں ہے لیکن اب تو ایسا کوئی مسئلہ نہیں۔"

"ہاں تو میں کب منع کر رہا ہوں۔"

"تو اس کا مطلب ہے آپ تیار ہیں۔" اب کے سحر نے بے یقینی سے تصدیق چاہی تو وہ کندھے اچکا کر مسکرا دیا۔

وہاں موجود سب افراد کے چہرے کھل اٹھے' سوائے ماہ رخ کے جو کارپٹ پر بیٹھی میگزین دیکھ رہی تھی۔

"امی! بس آپ تیاری کریں ایک لڑکی میں نے دیکھ رکھی ہے ہمارے پڑوس میں وہ لوگ نئے آئے ہیں۔" تانیہ جوش میں شروع ہو گئی۔

"باجی! پہلے بھائی سے تو پوچھ لیں یہ نہ ہو انہیں پہلے سے ہی کوئی لڑکی پسند ہو یا ادھر کسی میم کو ہی دل نہ دے آئے ہوں۔" سلمان کی بات پر وہ بے ساختہ مسکرا دیا۔

"کیوں تیمور؟" تانیہ کے سوالیہ انداز پر وہ جو صوفے کی بیک سے ٹیک لگائے ان کی باتیں انجوائے کر رہا تھا۔ ایک دم سیدھا ہوتے ہوئے قدرے آگے کو جھکا۔

"شادی تو کسی اچھی لڑکی سے کرنی چاہیے۔ کیوں ماہی؟" اس کی بات پر ماہ رخ چونکی۔ اس نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا جو بہت غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ارے اسے کیا پتا' وہ تو بچی ہے۔" حلیمہ کے کہنے پر بھی اس نے اپنی نظریں اس کے چہرے پر سے نہیں ہٹائی تھیں۔

"امی! ماہی بھی اچھی لڑکی ہے اس لیے اس سے پوچھ رہا ہوں۔" ماہ رخ کا دل سوکھے پتے کی طرح لرز اٹھا۔ جتا رہا تھا انداز' پچھلی بات کا حوالہ' اس کی بے یقین نظریں اس پہ اٹھی سے بھرنے لگی تھیں۔ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ تیمور کبھی سر محفل اسے یہ بات جتا سکتا ہے۔

"بھائی بات گھمانے کی کوشش کر رہے ہیں۔" سلمان اٹھ کر اس کے قریب آ گیا۔ تو تیمور نے اپنی نظریں ماہ رخ کے دھواں دھواں ہوتے چہرے سے ہٹائیں اور کھل کر مسکرایا۔

وہ خاموشی سے وہاں سے اٹھ آئی۔

"اس شخص سے کیا کوئی اچھی امید رکھی جا سکتی۔" سیڑھیاں چڑھتے ہوئے ماہ رخ نے خود سے کہا تھا۔ "لیکن اگر انہوں نے سب کو بتا دیا تو۔" وہ تیزی سے سیڑھیاں عبور کرنے لگی۔

☼ ☼ ☼

"بس حلیمہ! آج بات پکی سمجھو' اس جمعہ کو شرجیل اور سحر کی منگنی کر دیتے ہیں اور دو ماہ تک شادی' ہماری طرف سے تو سارے انتظامات ہیں تمہارے لیے دو ماہ کافی ہوں گے۔ ہمیں کچھ بھی نہیں چاہیے اللہ کا فضل ہے بس سحر بیٹی ہمیں دے دو۔" سعدیہ کی بات پر حلیمہ طمانیت سے مسکرا دیں۔

"باجی! سحر آپ کی ہی بیٹی ہے' مجھے بس تیمور کا انتظار ہے۔ آج کل اس نے اپنے دوست کے ساتھ مل کر فیکٹری شروع کی ہے اس سلسلے میں کافی بھاگ دوڑ کر رہا ہے اب بھی تین دن سے اسلام آباد گیا ہوا ہے۔ وہ آ جائے تو انشاءاللہ یہ کام بھی ہو جائے گا۔"

"ہاں تو ابھی جمعہ آنے میں پورے سات دن ہیں تب تک سب انتظام ہو جائیں گے۔ اب میں اور کچھ نہیں سنوں گی۔" ان کے حتمی انداز پر حلیمہ مسکرا دیں۔

"جیسا آپ بہتر سمجھیں۔" ماہ رخ جب نیچے آئی تو کافی خوشگوار ماحول میں چائے پی جا رہی تھی۔ وہ سب سے ملنے کے بعد سحر کو ڈھونڈتی ہوئی لان میں نکل آئی۔ سامنے کرسیوں پر سحر کے ساتھ کوئی اور بھی بیٹھا تھا وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی جب سحر نے اسے دیکھ کر پکار لیا۔ سحر کے

پکارنے پر وہ شخص تیزی سے پلٹا تھا۔ اس شخص کو دیکھ کر ایک پل کے لیے وہ حیران ہوئی تھی۔

"السلام علیکم۔" اس کے قریب آنے پر اس نے کھڑے ہو کر سلام کیا۔

"وعلیکم السلام۔ ماہ رخ یہ طلحہ ہے 'پہچانا؟'" سحر کے تعارف کروانے پر اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"اور طلحہ یہ ماہ رخ ہے۔"

"ان کو کون بھول سکتا ہے۔" اس کا انداز ایسا تھا کہ سحر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی جبکہ ماہ رخ کنفیوز ہو گئی۔

"تم اب تک کہاں تھیں؟" سحر نے ماہ رخ سے پوچھا۔

"سو رہی تھی۔" ماہ رخ کے کہنے پر طلحہ نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔ جہاں آنکھوں میں اب بھی نیند کا خمار باقی تھا۔

"اچھا تم طلحہ کو کمپنی دو میں دو منٹ میں آئی۔" سحر نے اس کا بازو پکڑ کر اسے کرسی کے قریب کھڑا کیا اور تیزی سے اندر کی طرف بڑھنے لگی۔

"آپ بیٹھیں۔" طلحہ کے کہنے پر وہ جھجکتے ہوئے بیٹھ گئی۔ کچھ لمحے خاموشی کی نذر ہو گئے۔ طلحہ مسلسل اسے ہی دیکھ رہا تھا جو نظریں جھکائے گھاس کو تک رہی تھی۔

"آپ کوئی بات نہیں کریں گی؟" آخر اس خاموشی کو طلحہ نے ہی توڑا۔

"میں کیا بات کروں؟"

"کچھ بھی۔" وہ کچھ دیر رکی پھر اس کی طرف دیکھ کر بولی۔

"آپ آج کل کیا کر رہے ہیں؟" وہ جو بہت غور سے اسے دیکھ رہا تھا کھل کر مسکرایا۔

"دراصل پہلے میں پاگل تھا لیکن رینک میں اضافے کی وجہ سے میرے پاگل پن میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔" اس کی آواز کے ساتھ اس کے چہرے پر بھی شرارت تھی۔ پچھلی ملاقات کی یاد ماہ رخ کے دماغ میں روشن ہوئی تو وہ کھل کر ہنس پڑی۔ طلحہ نے بڑی دلچسپی سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"آپ کو اب بھی یاد ہے؟" وہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگی۔

"جی ہم تو کچھ بھی نہیں بھولے۔" وہ گہرا سانس لے کر بولا پھر جلدی سے سنبھل گیا۔

"آپ کیا کر رہی ہیں؟"

"میں سائیکالوجی میں ایم ایس سی کر رہی ہوں۔"

"ویری نائس۔"

"آپ یہاں لاہور میں ہوتے ہیں؟" کچھ دیر خاموشی کے بعد ماہ رخ نے بات آگے بڑھانے کے لیے پوچھا۔

"جی آجکل تو لاہور ہی میں ہوں پچھلے تین سال سے میری پوسٹنگ پشاور میں تھی۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے ماہ رخ! آپ بہت بدل گئی ہیں۔" طلحہ کے کہنے پر وہ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔ تبھی اس کی نظر سحر پر پڑی جو ان کی طرف آرہی تھی۔ اس کی خاموشی پر وہ مسکرایا۔

"دیکھا اگر آپ بدلی نہ ہوتیں تو ابھی مجھے بڑا زبردست جواب ملتا۔" اس نے پھر پچھلی بات کا حوالہ دیا تو وہ قدرے مطمئن ہو کر مسکرا دی۔ تبھی ہارن کی آواز پر سحر واپس پلٹی۔

"ایک بات کہوں آپ سے؟" وہ جو سحر کو دیکھ رہی تھی یکدم چونکی۔

"آپ کا وہ روپ بھی بہت زبردست تھا لیکن یہ روپ بہت دلفریب ہے۔" ماہ رخ کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ اس کے لہجے میں ایسا کچھ تھا کہ اس کی دھڑکن ایک دم تیز ہوئی تھی۔ اس نے گھبرا کر گیٹ سے اندر داخل ہونے والی تیمور کی گاڑی کو دیکھا۔ اس نے بھی انہیں دیکھ لیا تھا۔ تیمور کو دیکھتے ہی اس کے چہرے کا رنگ بدلا۔ اس نے نظریں گھما کر طلحہ کی طرف دیکھا جو گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ صرف ایک پل لگا تھا وہ اسے دیکھ کر مسکرا دی اور اس کی مسکراہٹ پر جیسے وہ کھل گیا۔ اتنی دیر میں تیمور ان تک پہنچ چکا تھا۔

"ارے تیمور! کیسے ہیں آپ؟" تیمور کو دیکھتے ہی وہ اٹھ کر اس کے گلے لگ گیا طلحہ کے گلے لگتے ہوئے تیمور نے غور سے ماہ رخ کی شکل دیکھی۔ اس نے نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور اندر جانے کے لیے قدم بڑھا دیے۔

☼ ☼ ☼

آج وہ چاروں یونیورسٹی میں ملنے کے لیے جمع ہوئی تھیں۔

"تمہاری شادی کی تیاریاں کہاں تک پہنچی ہیں؟" ثمین نے برگر کھاتے ہوئے عروج سے پوچھا۔

"بس جیولر کا کام رہ گیا ہے اور لہنگا پسند کرنا ہے۔ بس۔" اس نے برگر کھا کر اس کے کاغذ کا رول بنا کر سدرہ کے بیگ میں گھسا دیا اور یہ حرکت سدرہ کی نفاست پسند طبیعت پر کافی گراں گزری تھی۔ اس نے تڑپ کر ہاتھ بیگ میں ڈال کر رہیپر نکال لیا اور ایک عدد تھپڑ کے ساتھ کاغذ اس کی گود میں دے مارا۔

"تم دونوں کی شادی کے لیے میں نے بڑی زبردست تیاری کی ہے۔" سدرہ انہیں کپڑوں کی تفصیل بتانے لگی۔

"کیا بات ہے تم نہیں بول رہیں؟" عروج نے سدرہ کی بات سننے کے دوران ماہ رخ سے پوچھا۔

"میں تم لوگوں کی باتیں سن رہی تھی۔"

"ویسے بھی یار ماہ رخ اب زیادہ تر خاموش رہتی ہے۔" سدرہ نے کہا تو عروج نے غور سے اس کا اترا ہوا چہرہ دیکھا۔

"ارے یہ کون خراماں خراماں چلا آ رہا ہے' ارے یہ تو ہماری طرف آ رہا ہے؟" ثمین کی حیرت بھری آواز پر وہ دونوں بھی متوجہ ہو گئیں۔ جبکہ ماہ رخ حیران پریشان اپنی طرف آتے طلحہ کو دیکھ رہی تھی۔ ان کے قریب پہنچنے پر اس نے سلام کیا۔

"کیسی ہیں آپ ماہ رخ؟" طلحہ نے مسکرا کر اس سے پوچھا' تو وہ جیسے ہوش میں آئی اور ایک دم کھڑی ہو گئی۔

"آپ یہاں؟" "میں یہاں ایک دوست سے ملنے آیا تھا اسے ڈھونڈ رہا تھا تو آپ مل گئیں' سوچا آپ سے ہیلو ہائے کرتا جاؤں۔"

"ہم نے آپ کو پہچانا نہیں۔" ثمین نے غور سے طلحہ کی شکل دیکھی۔

"میرا نام طلحہ اکرام ہے' میں آرمی میں کیپٹن ہوں اور ان کا رشتہ دار ہوں۔" اس نے ماہ رخ کی طرف اشارہ کیا۔

"اور ہم اس کی فرینڈز ہیں۔" سدرہ نے اسی کے انداز میں کہا۔

"آپ سب سے مل کر خوشی ہوئی۔"

"ہمیں بھی۔" وہ تینوں کورس میں بولیں۔

"اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو میں ماہ رخ سے بات کر سکتا ہوں؟" ماہ رخ نے سٹپٹا کر طلحہ کو دیکھا۔

"او شیور۔" سدرہ جلدی سے بولی طلحہ نے ہاتھ سے اسے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا تو وہ پریشان نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"میں آپ کا زیادہ ٹائم نہیں لوں گا۔" طلحہ کے کہنے پر وہ سر جھکا کر اس کے ساتھ چل پڑی۔

"آپ یہاں اپنے کسی دوست سے ملنے آئے تھے ان کا نام کیا ہے؟" ماہ رخ کے پوچھنے پر وہ مسکرایا۔

"میں آپ کو صحیح بتاؤں میرا یہاں کوئی دوست نہیں' میں یہاں آپ سے ملنے آیا تھا۔" وہ جانتی تھی کہ وہ اس سے ملنے آیا ہے لیکن پھر بھی وہ کنفیوز ہونے لگی۔

"بیٹھ جائیں۔" طلحہ نے ایک بینچ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ بنچ کے آخری سرے پر بیٹھ گئی۔

"دراصل میں آپ سے آپ کی رائے پوچھنے آیا تھا۔ پچھلے ہفتے' جب سے آپ سے ملا ہوں تب سے سوچ رہا ہوں میں کیسے آپ سے بات کروں۔ پہلے سوچا فون پر معلوم کر لوں پھر مجھے یہ مناسب نہیں لگا تو میں یہاں آ گیا۔" وہ خاموش ہوا تو ماہ رخ نے الجھن بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔" طلحہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا اسے کچھ کچھ محسوس تو ہوا تھا لیکن اتنی جلدی اور اتنے واضح اظہار کی اسے امید نہیں تھی۔ طلحہ بھی اس کی کیفیت سمجھ رہا تھا۔

"میں نے پہلی بار آپ کو تانیہ بھابھی کی شادی پر دیکھا تھا۔ تب آپ بہت شرارتی ہوا کرتی تھیں۔ آپ مجھے بہت اچھی لگی تھیں۔ دوسری بار بھی آپ کو تانیہ بھابھی کے گھر پہ دیکھا تھا اور پھر تین سال بعد اب آپ کے گھر پہ' ان تین سالوں کے دوران میں نے ایک بار بھی آپ کو یاد نہیں کیا۔ لیکن اس دن آپ کو دیکھنے کے بعد مجھے لگا کہ میں تو آپ کو کبھی بھولا ہی نہیں۔ پہلے میں شادی کے بارے میں سیریس نہیں تھا۔ لیکن اب جب میں نے شادی کے بارے میں سوچا تو میرے ذہن میں پہلا خیال آپ کا آیا۔ مجھے لگتا ہے ہم ایک ساتھ اچھی زندگی گزار سکتے ہیں۔ آپ مجھے پہلی نظر میں اچھی لگی تھیں' اور ہر ملاقات میں اس پسندیدگی میں اضافہ ہوا ہے۔ اور مجھے لگتا ہے کہ میں آپ سے محبت کرنے لگوں گا۔" آخر میں وہ مسکرایا تو ماہ رخ کو اپنی دھڑکن تیز ہوتی محسوس ہوئی۔ طلحہ اب بھی اسے دیکھ رہا تھا جو سر جھکائے اپنی گود میں

رکھے دونوں ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔

"ماہ رخ! میں آپ کی خاموشی کو کیا سمجھوں؟" کچھ دیر بعد ماہ رخ نے طلحہ کی آواز سنی تو گہری سانس لے کر سامنے دیکھا جہاں وہ تینوں انہیں دیکھ کر مسکرا رہی تھیں۔ پھر اس نے اپنے دائیں طرف بیٹھے طلحہ کو دیکھا جو اس کے جواب کا منتظر تھا۔ وہ خالی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"کیا آپ کسی اور کو پسند کرتی ہیں؟" اس کی خاموشی پر طلحہ نے پوچھا تو ایک چہرہ اس کی نظروں کے سامنے گھوما اس نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔

"تو میں اپنی ماما کو آپ کے گھر بھیج دوں؟" ماہ رخ نے سر اثبات میں ہلا دیا۔ طلحہ جیسے کھل اٹھا۔

"تھینک یو تھینک یو ویری مچ۔" "میں آپ کو بتا نہیں سکتا میں کتنا خوش ہوں۔" وہ اگر نہ بھی کہتا تو بھی اس کی شکل بتا رہی تھی۔

"میں چلتی ہوں۔" وہ ایک دم کھڑی ہوئی۔ اس کے ساتھ طلحہ بھی کھڑا ہو گیا وہ چند قدم آگے بڑھی تھی جب اس نے اپنے پیچھے سحر کی آواز سنی وہ جلدی سے مڑی لیکن سحر کے ساتھ کھڑے تیمور کو دیکھ کر جیسے وہ بت بن گئی۔ تیمور ایک نظر اسے دیکھنے کے بعد طلحہ کی طرف مڑا۔

"یہ موصوف یہاں کیا کر رہے ہیں؟" سحر نے اس کے قریب آ کر شرارتی انداز میں کہا۔ لیکن وہ پریشان نظروں سے تیمور کو دیکھ رہی تھی۔

"ارے کیا ہوا؟" سحر نے اس کا کندھا ہلا کر اپنی طرف متوجہ کیا۔

"تم یہاں؟"

"ہاں اچانک بھائی لینے آ گئے تو سوچا تمہیں بھی ساتھ لیتے جائیں چلو چلتے ہیں۔"

"ٹھہرو میں سدرہ سے نوٹس لے آؤں۔" وہ تیزی سے ان تینوں کی طرف بڑھی۔

"خیریت؟ اتنی لمبی گفتگو۔" عروج نے مسکرا کر اسے دیکھا لیکن اس وقت وہ کافی پریشان تھی۔ پہلے اچانک طلحہ کی آمد اور اس کا پرپوزل اور پھر تیمور، اس نے ایک دم اپنا سر تھام لیا۔

"کیا ہوا ماہ رخ؟" وہ تینوں پریشانی سے اس کی طرف بڑھیں۔

"کچھ نہیں سدرہ وہ نوٹس دے دو۔" ماہ رخ کے کہنے پر سدرہ بکھرے ہوئے کاغذوں کو سمیٹنے لگی۔

"تم جا رہی ہو؟" ثمین کے پوچھنے پر اس نے گردن اثبات میں ہلائی۔

"کتنی بے تمیز ہو میں تم لوگوں سے ملنے آئی تھی۔"

"سوری ثمین وہ سحر لینے آ گئی ہے۔"

"سحر کے ساتھ کون ہے؟" ثمین نے دور کھڑے تیمور کو دیکھ کر پوچھا۔

"تیمور بھائی۔"

"کیا۔" وہ تینوں ایک ساتھ چیخیں۔

"تیمور بھائی آ چکے ہیں اور تم نے ہمیں بتایا بھی نہیں۔" لیکن وہ خاموش رہی۔

"یار یہ تیمور صاحب پہلے کی نسبت کچھ زیادہ ہی شاندار ہو گئے ہیں۔" عروج نے ستائشی نظروں سے تیمور کو دیکھا۔

"ہائے ماہ رخ! اپنے اس کزن سے میری سیٹنگ کروا دو۔" نوٹس ماہ رخ کو پکڑانے کے بعد سدرہ نے اس سے کہا۔

"شاید تم بھول رہی ہو کہ تم نے ہی کہا تھا کہ تیمور ماہ رخ سے محبت کرتا ہے اور ماہ رخ بھی اور اب تم ماہ رخ سے کہہ رہی ہو کہ وہ اپنی محبت تمہیں دے دے۔" عروج کا لہجہ برہم ہونے کے ساتھ طنزیہ بھی تھا۔ کیونکہ ماہ رخ کی عادات میں اتنی بڑی تبدیلی کے پیچھے جو محرک تھا وہ پوری طرح اس سے آگاہ تو نہیں تھی، لیکن پھر بھی کسی حد تک سمجھ چکی تھی۔

"ارے وہ تو ایک مذاق تھا۔ اب تو کبھی ماہ رخ نے وہ بات بھی نہیں کی تب تو ہم چھوٹے تھے۔ اب میں اور تب میں بہت فرق ہے اور میں ایسے ہی ماہ رخ کو تنگ کرنے کے لیے مذاق کرتی تھی۔" سدرہ ہنسی تو ماہ رخ نے بڑی زخمی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"کیوں ماہ رخ! ہمیں واقعی کوئی ایسی بات تو نہیں تھی؟" سدرہ نے شرارت سے اسے دیکھا تو اس نے سر نفی میں ہلا دیا۔

"اللہ حافظ۔" وہ تیزی سے پلٹ گئی تھی۔ جب وہ ان کے قریب پہنچی طلحہ، تیمور سے مصافحہ کر رہا تھا۔

"اچھا ماہ رخ پھر ملاقات ہو گی۔" وہ کہہ کر چلا گیا لیکن اس نے نظر اٹھا کر کسی کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی سدرہ کی باتیں اس کے دماغ میں گھومنے لگیں۔

"مذاق؟" اس نے اس لفظ کو دل میں دہرایا۔

"تم کیا جانو سدرہ تمہارے اس مذاق نے میری پوری

زندگی بدل کر رکھ دی۔ تم نے ٹھیک کہا تب ہم چھوٹے تھے تب میں اور اب میں بہت فرق ہے لیکن تب کی عمر ایسی ہوتی ہے کہ کوئی بات دل میں بیٹھ جائے تو نکلتی نہیں۔ تم مذاق کرتی رہیں اور میں سیریس ہو گئی اور اتنی سیریس کہ وہ محبت میرے دل و دماغ پر چھا گئی۔ میں نے اس محبت کے لیے اپنی انا کو کچل دیا اور بدلے میں مجھے کیا ملا' ذلت۔ تمہارے ایک مذاق کی وجہ سے زندگی کا سب سے بڑا درد میں نے پایا اور سب سے پیارے انسان کو کھو دیا۔"

"ماہ رخ!" سحر کی آواز پر وہ چونکی۔

"یہ طلحہ یہاں کیا کر رہا تھا؟"

"پتہ نہیں' میں نے پہلی بار یہاں دیکھا ہے۔" وہ وضاحت دینے لگی۔

گیٹ سے اندر داخل ہونے سے پہلے اس نے مڑ کر تیمور کو دیکھا جو سحر سے بات کرتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔ وہ جھنجلا گئی۔

"میں کیوں پاگل ہوں جو ڈر رہی ہوں' میں کیا لگتی ہوں اس شخص کی جو کسی اور بندے کے ساتھ مجھے دیکھ کر اسے تکلیف ہو گی' وہ کون سی مجھ سے محبت کرتا ہے۔" وہ غصے میں تیزی سے سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

☼ ☼ ☼

"ماہ رخ! اب آ بھی چکو۔" وہ بالوں میں برش کر رہی تھی جب اس نے سحر کی غصیلی آواز سنی۔ اس نے تیزی سے کلپ میں بالوں کو جکڑا دوپٹہ کاندھے پر ڈال کر وہ تیزی سے نیچے اتری۔

"تم تیار ہو؟" سحر نے حیرت سے اس کے سادہ حلیے کو دیکھا۔

"ہاں تیار ہوں' کیوں کپڑے ٹھیک نہیں؟" اس نے حیرانی سے اپنے کپڑوں کو دیکھا۔

"نہیں کپڑے تو ٹھیک ہیں لیکن کچھ زیور پہن لینا تھا۔" سحر کے کہنے پر وہ قدرے ریلیکس ہوئی۔

"مجھے وہاں کون دیکھنے آ رہا ہے' تمہاری تیاری کا تو کوئی مطلب بھی ہے۔" ماہ رخ نے سحر کو سر سے پیر تک دیکھتے ہوئے شرارت سے کہا تو وہ جھینپ کر مسکرا دی۔

"وہاں طلحہ بھی ہو سکتا ہے۔" اب سحر نے شرارت سے اسے دیکھا۔

"تو کیا فرق پڑتا ہے۔" وہ بے نیازی سے بولی۔

ہارن کی آواز پر سحر نے اپنا سر پیٹا۔

"بھائی کب سے انتظار کر رہے ہیں' تم نکلو میں لاک کر کے آتی ہوں۔" وہ گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول رہی تھی جب اس نے تیمور کی آواز سنی۔

"آج نہیں پوچھو گی ماہ رخ' تم کیسی لگ رہی ہو؟" ہینڈل پر رکھا اس کا ہاتھ ساکت ہو گیا۔ وہ تیزی سے اس کی طرف گھومی۔ تیمور کے ہونٹوں کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی مسکرا رہی تھیں۔

"تو کیا آپ میری بات کا مطلب ابھی سمجھ میں آیا تھا؟" وہ اب بھی حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"چلو تم نہیں پوچھتیں تو میں خود بتا دیتا ہوں۔ ہمیشہ کی طرح بہت اچھی لگ رہی ہو۔" جگہ بھی وہی تھی' الفاظ بھی وہی تھے لیکن لہجہ بدلا ہوا تھا۔ جہاں اس کی حیرانی پر تیمور کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔ وہیں اس کی آنکھوں میں تیزی سے آنسو آئے تھے۔

"تیمور بھائی! آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ مجھ سے ایک غلطی ہوئی تھی میں اس کے لیے بہت شرمندہ ہوں۔ پلیز اب مجھے معاف کر دیں۔" اس نے باقاعدہ ہاتھ جوڑ دیے۔

"ارے' میں نے تو تعریف کی ہے اور تم رونے لگی ہو۔" تیمور نے اس کے جڑے ہوئے ہاتھوں کو تھام لیا جنہیں اس نے ایک جھٹکے سے کھینچ لیا۔

"مجھے آپ کی تعریف کی کوئی ضرورت نہیں۔" ماہ رخ نے کہہ کر جھٹکے سے دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ کر اتنی ہی زور سے بند کیا۔ دروازہ بند کرنے پر تیمور نے مسکرا کر انگلی کو کان میں گھمایا اور مسکراتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ سحر کے بیٹھتے ہی اس نے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

"پتا نہیں اتنی بڑی غلطی مجھ سے کیوں ہو گئی۔" وہ باہر دیکھتے ہوئے مسلسل خود کو کوس رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

"ماہ رخ! گڑیا دو کپ چائے اور بنا دو۔" وہ کیبنٹ میں سے برتن نکال رہی تھی جب تانیہ اندر داخل ہوئی۔

"وہ طلحہ اور اس کی امی بھی آئے ہیں' سحر تو ڈرائنگ روم میں اپنی ساس کے ساتھ چپک ہی گئی ہے' اتنے اشارے کیے پر مجال ہے جو اٹھ جائے۔ وہ جلدی سے چیزیں ٹرے میں سیٹ کرنے لگی۔

"اچھا پلیز' چائے بنا کر میرے کمرے میں دے جانا۔ شہلا آنٹی میرے کمرے میں ہیں۔" اس نے طلحہ کی امی کا نام لیا تو وہ سر ہلا کر چائے بنانے لگی۔ وہ چائے لے کر آئی تو کمرے میں داخل ہونے سے پہلے اس نے طلحہ کی امی کی آواز سنی۔

"جب سے لاہور آیا ہے ایک ہی رٹ لگا رکھی ہے کہ ماہ رخ سے شادی کرنی ہے۔ پہلے کہتا تھا سومیہ سے شادی کرنی ہے' اب ماہ رخ۔ میری تو کوئی مرضی ہی نہیں۔ ہر دفعہ اس کی پسند بدلتی رہتی ہے۔ پھر کیا کیا جائے اگر جوان اولاد ہو اور وہ بھی اکلوتا بیٹا تو انسان مجبور ہو ہی جاتا ہے۔" ان کے لہجے میں بیزاری ہی بیزاری تھی۔

"آنٹی! ماہ رخ بہت اچھی ہے۔ طلحہ کا فیصلہ غلط نہیں۔" ثانیہ رسانیت سے بولی تو شہلا طنزیہ انداز میں ہنسیں۔

"اچھا' اگر اتنی ہی اچھی ہے تو تم لوگوں نے کیوں نہیں اسے اپنا لیا حالانکہ تمہارے دونوں بھائی طلحہ سے کم تو نہیں۔ ایک ڈاکٹر ہے ایک نے اب اپنی فیکٹری شروع کی ہے لاکھوں میں کھیل رہا ہے مگر نہیں جب آپ امیر ہوتے ہیں تو اپنے لیے اچھا ہی سوچتے ہیں اب تم لوگ بھی کہتے ہوگے تمہاری جو بھابھیاں آئیں وہ کم از کم لاکھوں کا جہیز تو ضرور لائیں۔ جبکہ وہ ماہ رخ نہ تو اس کا باپ ہے نہ بھائی۔ جبکہ طلحہ میرا اکلوتا بیٹا ہے میرے بھی کچھ ارمان ہیں' اچھی صورت کا کیا ہے' کوئی حیثیت بھی تو ہو پھر سومیہ میں کوئی برائی نہ تھی اس کا بھائی امریکہ میں بہت اچھی پوسٹ پر ہے۔"

ان کی باتوں پر ثانیہ کا حوصلہ جواب دے گیا۔

"بس بہت ہو گیا آنٹی! آپ کو ماہ رخ کے بارے میں ایسے بات کرنے کا کوئی حق نہیں۔ ماہ رخ ہمیں سحر سے زیادہ عزیز ہے اور جہاں تک تیمور اور سلمان کی بات ہے اگر ماہ رخ کی شادی ان میں سے کسی سے بھی ہو جائے تو ہماری خوش قسمتی ہے۔ طلحہ کو میں اچھا لڑکا سمجھتی تھی لیکن آپ خود ہی اس کے اتنے افیئرز بتا چکی ہیں جبکہ کسی سومیہ کے ساتھ وہ سیریس بھی تھا۔ اگر یہی بات ہے تو ہمیں معاف کیجیے ہم طلحہ کے ساتھ ماہ رخ کی شادی نہیں کر سکتے۔" ثانیہ کے اس طرح غصے میں آنے سے شہلا قدرے گھبرا گئیں۔

"ارے بیٹا! میں نے ایسے ہی ایک بات کی ہے یو میہ تو

بس ایسے ہی۔" "نہیں مجھ میں نہیں آ رہا تھا وہ بات کیسے سنبھالیں۔

"مجھے تو خود ماہ رخ بہت پسند ہے۔" پہلے کے برعکس اب ان کا لہجہ اور الفاظ یکسر بدل گئے تھے۔ لیکن ماہ رخ کو پورا وجود زلزلوں کی زد میں آ گیا تھا۔ کپوں میں ڈالی ہوئی چائے ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ وہ تیزی سے پلٹی اور سامنے کھڑے تیمور کو دیکھ کر اس کی رہی سہی ہمت بھی جواب دے گئی۔ یکدم اس کے ہاتھ میں پکڑی ٹرے کانپنے لگی۔

تیمور نے اس کے چہرے سے نظریں ہٹا کر اس کے ہاتھوں کو دیکھا اور آگے بڑھ کر ٹرے تھام لی۔ وہ تیزی سے باہر کی طرف بھاگی۔ اندر آتے طلحہ کو دیکھ کر وہ وہیں رک گئی۔

"یہاں آتے وقت میں نے یہی دعا کی تھی آپ مل جائیں۔ مجھے نہیں پتا تھا وہ وقت قبولیت کا ہے۔" وہ شرارت سے بولا تو وہ خالی خالی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"ماہ رخ! آپ ٹھیک تو ہیں؟" اس کے انداز پر وہ چونکا۔ اس نے تیزی سے اس پر سے نظریں ہٹائیں اور گیٹ کی طرف بڑھنے لگی۔

"ماہ رخ!" اس نے پکارا لیکن وہ تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ وہ ابھی صورت حال سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا جب تیمور تیزی سے اس کے قریب سے گزر کر ماہ رخ کے پیچھے بھاگا۔ وہ گیٹ کھول رہی تھی جب تیمور نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روک لیا۔

"کہاں جا رہی ہو؟"

"مجھے گھر جانا ہے۔"

"ابھی کچھ دیر میں چلتے ہیں۔" تیمور نے اسے اندر لے جانا چاہا لیکن وہ اس سے اپنا ہاتھ چھڑا کر باہر نکل گئی اور اسی تیزی سے تیمور بھی باہر نکلا۔

"ماہی! گاڑی میں بیٹھو۔" تیمور نے گاڑی اس کے قریب روکتے ہوئے کہا تو وہ بغیر کسی بحث کے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔ تیمور بار بار مڑ کر اسے دیکھ رہا تھا لیکن سارا راستہ اس نے ایک بار بھی سر نہیں اٹھایا تھا۔ گاڑی رکتے ہی وہ تیزی سے اتری' دروازہ کھلتے ہی وہ تیزی سے اندر داخل ہوئی اور اسی تیزی سے تیمور اس کے پیچھے آیا تھا لیکن اس نے اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہی دروازہ لاک کر دیا۔

"ماہی! دروازہ کھولو۔" کچھ سیکنڈز بعد اس نے تیمور کی

آواز سنی تھی۔ تھوڑی دیر تک تیمور پکارتا رہا مگر کچھ دیر بعد خاموشی چھا گئی۔ ساتھ ہی اس پر طاری خاموشی ٹوٹ گئی تھی۔ وہ دروازے سے ہٹ کر آئینے کے سامنے آ گئی۔

"کیا میں اتنی بری ہوں کہ میں کسی کی پسند نہیں بن سکتی؟" "جس کو میں نے چاہا اس نے مجھے ٹھکرا دیا اور اب ایک بار پھر میں ٹھکرائی جاؤں گی۔ کیا میں یتیم ہوں تو یہ میرا قصور ہے۔ ساری ذلت میرے نصیب میں کیوں لکھ دی یا رب۔" وہ دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ جانے کتنی ہی دیر گزر گئی پھر کچن سے آتی برتنوں کی آواز پر وہ باہر نکل آئی تھی۔ رخشندہ برتن دھو رہی تھیں اسے دیکھ کر انہوں نے نل بند کر دیا اور تیزی سے اس کی طرف آئیں۔

"کیا بات ہے بیٹا طبیعت زیادہ خراب ہے۔" انہوں نے اس کی سوجی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر پوچھا تو اس نے سر نفی میں ہلا دیا۔

"وہاں سے کیوں آ گئی تھیں؟ تیمور الگ پریشان تھا۔" وہ اب بھی کچھ نہیں بولی۔

"کھانا نکالوں۔" اس نے پھر سر نفی میں ہلایا تو وہ قدرے تشویش سے اس کی طرف بڑھیں۔

"ماہ رخ! بیٹا کیا بات ہے؟" انہوں نے ہاتھ سے اس کے چہرے کو چھوا تو وہ غور سے ان کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"امی! یتیم ہونا بہت بری بات ہے۔" اس کے سوال پر وہ حیرانی سے اس کا چہرہ دیکھنے لگیں۔ کچھ پل کے لیے تو وہ جواب دینے کے قابل نہیں رہیں۔

"امی! جن کے باپ نہیں ہوتے وہ کیا کرتے ہیں؟"

"ماہ رخ!" رخشندہ نے پریشانی سے اس کا چہرہ دیکھا جہاں ویرانی ہی ویرانی تھی۔

"بتائیں نا امی! اگر کسی کا باپ نہ ہو تو اس کا سہارا کون بنتا ہے۔ اس کا بھائی؟ اور اگر بھائی بھی نہ ہو تو؟" اس کے سوال انہیں پریشان کر رہے تھے۔

"ماہ رخ! کیا ہو گیا ہے بیٹا؟" انہوں نے بے ساختہ اسے گلے لگایا تو وہ زور زور سے رونے لگی۔ رخشندہ نے آج بہت عرصہ بعد اسے اس طرح روتے دیکھا تھا۔

"امی! پاپا کو مجھے چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے تھا اگر وہ چلے گئے تھے تو بڑے پاپا مجھے چھوڑ کر نہ جاتے۔ اب میں انہیں کیسے کہوں بڑے پاپا آپ کی ماہ رخ کو آپ کی ضرورت ہے۔ صرف ایک آپ تھے جو مجھے پیار کرتے تھے اور کسی کو میری ضرورت نہیں۔" ماہ رخ کے آنسوؤں میں روانی آ گئی تھی اور سیڑھیوں میں کھڑا تیمور تیزی سے نیچے کی طرف پلٹا تھا۔ گاڑی اسٹارٹ کر کے وہ باہر نکل گیا۔

☼ ☼ ☼

"کیا بات ہے تم کھانا نہیں کھا رہے؟" وہ چاول پلیٹ میں ڈالے ان میں چمچ گھما رہا تھا۔ تیمور نے چونک کر ان کی طرف دیکھا اور کھانا شروع کر دیا۔

"امی! آپ کا فون ہے۔" سلمان نے ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"بھائی! آپ کو میرا کام یاد ہے نا۔" حلیمہ کے اٹھتے ہی سلمان نے سرگوشی کے انداز میں تیمور سے کہا تو اس نے سر ہلا دیا۔

"بھائی! یہ کیا کہہ رہا ہے؟" اس کی سرگوشی پر سحر کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔

"میرا اور بھائی کا پرسنل معاملہ ہے۔" وہ جلدی سے بولا حلیمہ کے بیٹھتے ہی سلمان نے تیمور کو اشارہ کیا۔

"امی! میرا خیال ہے سحر کے ساتھ سلمان کی منگنی نہ کر دیں؟" حلیمہ نے چونک کر پہلے تیمور کو اور پھر سلمان کو دیکھا جس کے پورے دانت باہر نکل رہے تھے۔

"میرا دماغ خراب نہیں ہوا کہ بڑا ابھی کنوارہ بیٹھا ہے اور میں چھوٹے کی کر دوں۔"

"امی! یہ تو زیادتی ہے بھائی کا تو کوئی پروگرام ہی نہیں شادی کا تو میں کب تک بیٹھا رہوں۔" اس کے بچوں والے انداز پر حلیمہ نے گھور کر اسے دیکھا۔

"تم لڑکی ہو کہ تمہاری عمر نکلی جا رہی ہے؟" حلیمہ کے گھرکنے پر سحر کی ہنسی چھوٹ گئی۔ تیمور بھی مسکرانے لگا تو سلمان غصے سے سر جھکا کر کھانا کھانے لگا۔

"پہلے سحر اور ماہ رخ کی تو ہو جائے۔ ابھی شملا کا فون تھا وہ طلحہ کے لیے ماہ رخ کو مانگ رہے ہیں مجھے تو لڑکا پسند ہے اب رخشندہ سے بات کرتی ہوں وہ کیا کہتی ہے۔"

"اس کی کوئی ضرورت نہیں۔" حلیمہ اٹھنے لگیں جب انہوں نے تیمور کی سنجیدہ آواز سنی۔ اس کی آواز میں ایسا کچھ تھا کہ سلمان اور سحر بھی اس طرف متوجہ ہو گئے۔

"کیا مطلب؟" حلیمہ نے الجھن بھری نظروں سے تیمور کو دیکھا۔

"ہمیں ماہی کی شادی وہاں نہیں کرنی۔"

"لیکن کیوں تیمور! وہ لوگ ہر لحاظ سے اچھے ہیں۔" وہ بیٹے کا انداز سمجھنے سے قاصر تھیں۔

"میں نے کہا نا امی! ماہی کی شادی وہاں نہیں ہو سکتی' آپ انہیں انکار کر دیں۔" آپ کہ وہ کچھ سختی سے بولا تو سحر اور سلمان نے حیرت سے پہلے تیمور کو اور پھر ایک دوسرے کو دیکھا۔

"تیمور! اتنے اچھے رشتے سے میں انکار نہیں کر سکتی انکار کی کوئی وجہ بھی ہونی چاہیے۔" وہ بھی اب غصے میں بولیں۔

"آخر کیوں کروں انکار؟" انہوں نے جھنجلا کر تیمور کو دیکھا۔

"کیونکہ ماہی سے میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔" تیمور کی بات پر پانی پیتے سلمان کو زبردست اچھو لگا۔ جبکہ منہ تک لے جانے والا چمچ سحر کے ہاتھ میں رہ گیا۔

"میرا خیال ہے یہ وجہ آپ کے لیے کافی ہوگی۔ آپ چچی جان سے بات کریں۔" وہ کرسی دھکیل کر ڈرائنگ روم سے باہر نکل گیا۔ جبکہ کمرے میں بیٹھے وہ تینوں نفوس اپنی جگہ حیران تھے۔

☼ ☼ ☼

"امی! خیریت تھی آپ نے اتنی ایمرجنسی میں بلایا ہے۔" تانیہ نے کمرے میں داخل ہوتے ہی پریشانی سے ماں کی شکل دیکھی تو انہوں نے اسے طلحہ کے پرپوزل کے بارے میں بتایا۔

"جانتی ہوں۔" وہ بیزاری سے بولی۔

"وہ' وہ تیمور کہتا ہے کہ وہ ماہ رخ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔"

"کیا؟" تانیہ چیخی پھر نچلا ہونٹ دانتوں کے نیچے دبا کر ہنس دی۔

"میں بھی کہوں کل موصوف غصے میں لال پیلے کیوں ہو رہے تھے؟" اس نے جیسے کسی بات کا مزہ لیا۔

"وہ کہتا ہے وہ لوگ ماہ رخ کے قابل نہیں۔" حلیمہ نے جیسے تانیہ کی بات سنی ہی نہیں تھی۔

"کہہ تو ٹھیک رہا ہے' ویسے بھی امی! ماہ رخ اور تیمور ایک دوسرے کے ساتھ جتنا خوش رہ سکتے ہیں کسی اور کے ساتھ نہیں۔"

"وہ تو ٹھیک ہے تانیہ! ماہ رخ سے زیادہ مجھے کوئی عزیز نہیں لیکن میں سوچتی ہوں کہیں رخشندہ کو برا نہ لگے' نہیں اچانک تیمور کو کیا ہو گیا ہے جب میں کہتی تھی کوئی لڑکی ہے تو بتاؤ وہ تب بولتا نہیں تھا اب ماہ رخ کی بات طے ہونے لگی ہے تو اس کا نام لے لیا۔" وہ جھنجلاتے ہوئے بولیں۔

"امی! آپ چچی جان سے بات تو کریں' ویسے پاپا کی بھی یہی خواہش تھی۔" حلیمہ نے چونک کر تانیہ کو دیکھا۔

"جب مومن پیدا ہوا تھا تو تیمور اور ماہ رخ ساتھ کھڑے تھے تب پاپا نے مجھ سے کہا تھا میری خواہش ہے کہ یہ دونوں سدا ایسے ہی ساتھ رہیں' تب میں ابھی حیران ہوئی تھی لیکن پاپا کا فیصلہ بالکل ٹھیک تھا۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو یقیناً وہ تیمور کی یہ خواہش ضرور پوری کرتے۔" حلیمہ کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے تھے۔

☼ ☼ ☼

"بھابھی! آپ نے مجھے بلایا۔" کمرے میں داخل ہوتی ہوئی رخشندہ نے قدرے حیرت سے تانیہ کو دیکھا۔

"رخشندہ! طلحہ کے گھر والوں نے ماہ رخ کا رشتہ مانگا ہے۔" ان کے بیٹھتے ہی حلیمہ نے کہا۔

"تو بھابھی! اگر آپ کو پسند ہے تو ٹھیک ہے۔" انہوں نے حیرت سے ان دونوں کے ضرورت سے زیادہ سنجیدہ چہروں کو دیکھا۔

"رخشندہ! ایک پرپوزل اور بھی ہے اگر تم برا نہ مانو تو؟" حلیمہ کے کہنے پر رخشندہ سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھنے لگیں۔

"ہم سب چاہتے ہیں کہ ماہ رخ کی شادی تیمور سے ہو جائے۔" حلیمہ کی بات پر رخشندہ پر جیسے شادیٔ مرگ کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ ان کی خاموشی پر حلیمہ نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"رخشندہ! میں تمہیں مجبور نہیں کرتی لیکن اتنا ضرور کہوں گی کہ یہ ہم سب کی خواہش ہے۔" رخشندہ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔

"بھابھی! یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں' میں انکار کیوں کروں گی۔ تیمور سے بہتر میرے لیے اور کون ہو سکتا ہے۔ اور مجھے کیا چاہیے کہ میری بچی سدا میری آنکھوں کے سامنے رہے گی۔" وہ رو بھی رہی تھیں اور مسکرا بھی رہی تھیں۔

"لیکن آپ نے تیمور سے پوچھا؟" انہوں نے رک

کر حلیمہ کا چہرہ دیکھا تو وہ مسکرا دیں۔

"بچی جان! فکر نہ کریں امی کے کہنے پر ہی بات کی ہے۔" نانیہ نے اطمینان دلایا تو رخشندہ نے جیسے اطمینان کا سانس لیا۔

"ماہ رخ میری اپنی بچی ہے مجھے تم سے پوچھنے کی ضرورت نہیں اس لیے ہم جمعہ کے ساتھ اسے بھی انگوٹھی پہنا دیں گے۔" حلیمہ کے حتمی انداز پر رخشندہ طمانیت سے مسکرا دیں۔

☼ ☼ ☼

رخشندہ کے منہ سے نکلنے والے الفاظ اس کے سر پر کسی بم کی صورت میں پھٹے تھے۔ کتنی دیر تک وہ پھٹی پھٹی نظروں سے ان کا چہرہ دیکھتی رہی۔ تو وہ اس کی کھلی آنکھوں میں دیکھ کر مسکرا دیں۔

"بھابھی نے طلحہ کا بھی ذکر کیا تھا لیکن تیمور کے ہوتے ہوئے کسی اور کی کیا ضرورت ہے۔" انہوں نے اسے دیکھ کر جیسے تائید چاہی تھی وہ ایک جھٹکے سے حواسوں میں آئی۔

"امی! مجھے تیمور بھائی سے شادی نہیں کرنی۔" وہ بڑی سنجیدگی سے بولی۔ رخشندہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"تو کیا تم طلحہ سے شادی کرنا چاہتی ہو؟" رخشندہ کی کاٹ دار آواز پر وہ گھبرا گئی۔

"میں نے ایسا تو نہیں کہا۔" وہ دھیمی آواز میں بولی۔

"تو پھر؟" ان کے لہجے کی سختی میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ وہ جواب دینے کی بجائے خاموشی سے ٹیبل کی سطح کھرچنے لگی۔

"تمہاری شادی تیمور سے ہی ہو گی۔" رخشندہ کے دو ٹوک انداز پر وہ بے بسی انہیں دیکھنے لگی۔

"آپ کہیں بھی میری شادی کر دیں لیکن تیمور بھائی سے نہیں۔" وہ اب ذرا غصے سے بولی۔

"میں نے تم سے رائے نہیں مانگی تھی' اپنا فیصلہ سنایا ہے۔" رخشندہ اٹھ کر چل دیں۔ غصے کی شدید لہر اس نے اپنے اندر اترتی محسوس کی۔ وہ تیزی سے اٹھ کر ان کے پیچھے کچن میں چلی آئی۔

"امی! میں آپ کے اس فیصلے کو نہیں مانتی۔" اس کی بدتمیزی پر رخشندہ نے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا۔

"تم چاہتی کیا ہو؟" وہ جیسے ہارنے لگیں۔

"میں بس تیمور بھائی سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔" اس کی ایک ہی رٹ تھی۔

"ماہ رخ! اپنا یہ کیا بچپنا ہے۔" انہوں نے قریب آ کر اس کا چہرہ تھام لیا۔

"بھابھی نے کتنے مان سے مجھ سے بات کی ہے' تیمور کی خواہش ہے۔ تمہارے بڑے پاپا ایسا چاہتے تھے تم اتنے لوگوں کی خواہش کو ٹھکرا دو گی؟ یہ سب لوگ تم سے بہت پیار کرتے ہیں۔" رخشندہ کے سمجھانے پر بھی اس کے تاثرات میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ وہ پھر گویا ہوئیں۔

"طلحہ کے بارے میں میں نے بہت کچھ سنا ہے' ہو سکتا ہے وہ غلط ہو لیکن یہ تو طے ہے کہ اس کی ماں تمہیں پسند نہیں کرتی۔ تم وہاں ہمیشہ ان چاہی رہو گی اور ان چاہا ہونا کیا ہوتا ہے اس کا درد میں جانتی ہوں تم نے ساری عمر پیار سمیٹا ہے تم ان کا رویہ برداشت نہیں کر سکو گی۔ یہاں تم سب کو جانتی ہو' سمجھتی ہو' سب تم کو سمجھتے ہیں لیکن ان لوگوں کے بارے میں تم کیا جانتی ہو۔ شادی کے بعد بہت سی باتوں کا خیال رکھنا پڑتا ہے اور تم وہاں ایڈجسٹ نہیں ہو سکو گی۔"

"میں ایڈجسٹ کر لوں گی۔" وہ بدستور اسی لہجے میں بولی تو رخشندہ نے غصے سے اسے دیکھا۔

"میں نے جو کہنا تھا وہ کہہ دیا۔ تمہاری فضول ضد کے لیے میں اپنوں کو ناراض نہیں کر سکتی۔" وہ کہہ کر پلٹیں تو ماہ رخ نے گلاس اٹھا کر سامنے دیوار پر دے مارا جو دیوار سے لگتے ہی زوردار آواز کے ساتھ ٹوٹ گیا۔ وہ چونک کر پلٹیں۔

"تم جو بھی کر لو میرا فیصلہ نہیں بدلے گا۔" رخشندہ بھی آج جیسے ضد میں آ گئی تھیں۔

"آپ بھی جو چاہیں کر لیں میں بھی کبھی تیمور بھائی سے شادی نہیں کروں گی۔" اتنی بدتمیزی پر وہ ہکا بکا اس کا منہ دیکھنے لگیں اگلے ہی پل انہوں نے تھپڑوں سے اس کا چہرہ سرخ کر دیا۔

"یہ کیا کر رہی ہیں چچی جان؟" تیمور نے ایک دم آگے بڑھ کر انہیں روکا۔ جہاں وہ چونکیں وہیں ماہ رخ غصے سے اکھڑ گئی۔

"آپ آ گئے تماشا دیکھنے' آپ کو تو بہت خوشی محسوس ہو رہی ہو گی دوسروں کو تکلیف دے کر' ویسے بھی آپ بہت

خوش ہوتے ہیں۔" رخشندہ پریشان نظروں سے اس کا گستاخانہ انداز دیکھنے لگیں۔

"تیمور! تم مجھے چھوڑ دو۔" انہوں نے خود کو تیمور سے چھڑوانے کی کوشش کی جس نے انہیں مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔

"پلیز چچی اماں! ہاتھ مت اٹھائیں' آرام سے بات کریں وہ سمجھ جائے گی۔"

"کبھی نہیں سمجھوں گی میں' آپ کی باتوں سے امی امپریس ہو سکتی ہیں میں نہیں۔ کس بنا پر آپ نے مجھ سے شادی کی بات کی' آپ ہوتے کون ہیں میرے لیے بات کرنے والے۔" اس کا انداز ایسا تھا جیسے ابھی اس کا گلا دبا دے گی۔ تیمور کے سامنے اتنی بدتمیزی پر رخشندہ اندر تک شرمندہ ہو گئیں۔ بے بس سی ہو کر وہ تیمور کے ساتھ لگ کر رونے لگیں۔

"اللہ ایسی اولاد کسی کو نہ دے۔ اچھا ہوا اس کا باپ مر گیا کم از کم وہ تو اس کی بدتمیزی نہیں دیکھ سکا۔ اللہ نے مجھے پتا نہیں کیوں زندہ رکھا ہے' مجھے بھی اپنے پاس بلا لے تو اچھا ہے۔" تیمور نے ملامت بھری نظروں سے اسے دیکھا لیکن وہ کسی بھی چیز کی پروا کیے بغیر اپنے کمرے میں آ گئی۔

کچھ دیر بعد آہٹ پر اس نے دروازے کی سمت دیکھا اور تیمور کو دیکھ کر وہ ایک جھٹکے سے کھڑی ہوئی۔

"آپ کیوں آئے ہیں جائیں یہاں سے۔" لیکن وہ دروازہ بند کر کے اس کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔

"سنا نہیں آپ نے۔" وہ غرائی۔ تیمور کی مسکراہٹ کچھ اور گہری ہو گئی اور اس کی پل پل گہری ہوتی مسکراہٹ جلتی پر تیل کا کام کر رہی تھی۔ وہ دروازے کے سامنے اس طرح پھیل کر کھڑا تھا کہ وہ باہر بھی نہیں نکل سکتی تھی۔

"تم مجھ سے شادی کیوں نہیں کرنا چاہتیں؟" تیمور کے سوال پر اس نے قہر بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

"کیونکہ میں آپ سے نفرت کرتی ہوں۔" وہ ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولی تو وہ ہنس پڑا۔

"اچھا' لیکن جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے تم نے تو کہا تھا کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو۔"

"بکواس کی تھی میں نے' لعنت بھیجتی ہوں میں اپنے الفاظ پر اور معافی مانگ چکی ہوں آپ سے' پلیز میری جان چھوڑ دیں۔" وہ جیسے آج پاگل ہو گئی تھی۔ وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔

"لیکن میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔" ماہ رخ نے طنزیہ انداز میں مسکرا کر اس کا چہرہ دیکھا۔

"میں جانتی ہوں آپ یہ کیوں کر رہے ہیں لیکن مجھے آپ کی ہمدردی اور ترس کی کوئی ضرورت نہیں۔ ناحق آپ یہ قربانی دے رہے ہیں۔ نہ میں آپ کو پسند کرتی ہوں نہ آپ۔ پھر کیوں آپ اپنی زندگی برباد کرنا چاہتے ہیں۔ اپنی پسند کی کسی لڑکی سے شادی کریں اور خوشی سے زندگی گزاریں۔ لیکن لگتا ہے آپ کو قربانی دینے کی عادت ہو چکی ہے۔ لیکن آپ کی اس قربانی سے کسی کو خوشی نہیں ہو گی۔ ہاں آپ کی اہمیت میں اضافہ ضرور ہو جائے گا۔ لوگ کہیں گے دیکھو تیمور نے کتنی نیکی کا کام کیا ہے۔ ایک یتیم بے سہارا لڑکی سے شادی کر لی۔ جس کا باپ نہیں تھا جو اسے شاندار جہیز دے سکتا۔ آپ کو اپنی تعریفیں سننے کی عادت ہو چکی ہے' ہے نا۔" وہ سفاکی کی حد تک بے رحم ہو چکی تھی۔ اس دوران پہلی بار تیمور کے ہونٹوں سے مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔

"لیکن قربانی دینا میری عادت نہیں۔ میں آپ سے شادی نہیں کروں گی۔ سب یہی کہیں گے نا کہ ماہ رخ بری ہے تو میں بری ہی ٹھیک ہوں۔" وہ کچھ دیر سنجیدگی سے اس کا چہرہ دیکھتا رہا پھر ایک دم باہر نکل گیا۔

اس بات کو تین دن گزر گئے تھے اور تب سے اب تک وہ سو دفعہ رخشندہ سے معافی مانگ چکی تھی' لیکن وہ تو جیسے اس کی شکل دیکھنے کی روادار نہیں تھیں۔

☼ ☼ ☼

کل تانیہ زبردست طریقے سے اس کی کلاس لے کر گئی تھی تب سے وہ پشیمان تھی۔ ایک شخص کے لیے اس نے اپنے پیاروں کو ناراض کر دیا تھا۔ سلمان اور سحر کو اس بات کا علم نہیں تھا لیکن حلیمہ کو شاید اس کی بھنک پڑ گئی تھی۔ انہوں نے اس سے تو کچھ نہیں کہا تھا لیکن کل سے ان کی طبیعت سخت خراب تھی اور وہ اوپر پاگلوں کی طرح چکراتی پھر رہی تھی۔ تھک ہار کر وہ نیچے اتر آئی۔ اندر کا منظر دیکھ کر وہ لرز اٹھی۔ سامنے بیڈ پر حلیمہ لیٹی تھیں ان کے دائیں طرف سحر کھڑی تھی بائیں طرف تیمور اور سلمان کھڑے تھے۔ جبکہ بیڈ کی دوسری طرف تانیہ اور رخشندہ بیٹھی تھیں۔ آج سے تقریباً ساڑھے تین سال پہلے بھی اس نے کچھ ایسا منظر ہی دیکھا تھا۔ جہاں بیڈ پر مظفر صاحب لیٹے تھے۔

اس نے اپنے اندر ایک خوف اترتا محسوس کیا۔

اسے دیکھتے ہی ثانیہ اٹھ کر باہر نکل گئی۔ رخشندہ نے غصے سے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ جبکہ تیمور کا چہرہ کسی قسم کے تاثر سے خالی تھا وہ جا کر ان کے قریب بیٹھ گئی۔

"بڑی امی!" اس کے پکارنے پر انہوں نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا اور کتنی دیر تک اسے دیکھتی رہیں۔ ان کی آنکھوں میں بے شمار شکوے تھے دکھ تھا۔ اس نے بے اختیار اپنا سر ان کے کندھے پر رکھ دیا۔ ان کے اشارہ کرنے پر سحر اور سلمان باہر نکل گئے جبکہ تیمور اور رخشندہ وہیں تھے۔

"میں تو آج تک یہی سمجھتی رہی ماہ رخ! کہ تم ہم سے بہت پیار کرتی ہو۔ میں نے تو بڑے مان سے تمہارا نام لیا تھا۔" حلیمہ کی بات پر کئی آنسو اس کی آنکھوں سے نکلے تھے۔ اس نے نظریں اٹھائیں تو اس کی نظر سامنے کھڑے تیمور پر پڑی۔ اس نے آنکھوں کا زاویہ بدل کر اپنا سر ان کے کندھے سے اٹھا لیا۔ اسے روتا دیکھ کر انہوں نے ہاتھ سے اس کے آنسو صاف کیے۔

"ماہ رخ! میں نے تمہیں ہمیشہ سحر اور ثانیہ سے زیادہ پیار کیا ہے تمہاری خوشی سے بڑھ کر اور کچھ نہیں۔ اگر تمہیں لگتا ہے تم طلحہ کے ساتھ زیادہ خوش رہ سکتی ہو تو ہم طلحہ کو ہاں کر دیتے ہیں۔" اس کا سر نفی میں ہلا تو حلیمہ نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"تو کیا تم میرے تیمور کی دلہن بنو گی؟" ان کے سوال پر وہ خاموش رہی اس دوران رخشندہ کا رواں رواں اس کی طرف متوجہ تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے دوبارہ اپنا سر ان کے کندھے پر رکھ دیا تو جہاں رخشندہ نے بے اختیار گہرا سانس لیا وہیں حلیمہ نے آسودگی سے مسکرا کر اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیا۔

☼ ☼ ☼

اس کے ہاں کرتے ہی منگنی کی تیاریاں زور و شور سے شروع ہو گئیں وہ چپ چاپ سب دیکھ رہی تھی۔ تیمور نے منگنی کا سوٹ خود اس کے لیے پسند کیا تھا جو کافی بھاری تھا وہ سب اس پر تبصرہ کر رہے تھے تو چپکے سے وہاں سے اٹھ گئی۔ لاؤنج سے گزرتے ہوئے مسلسل فون کی بجتی ہوئی بیل نے اس کی توجہ اپنی طرف مبذول کروائی تھی۔

"ہیلو۔" اس کے بولنے پر دوسری طرف خاموشی تھی۔

"ماہ رخ! آپ نے انکار کیوں کیا؟" کچھ دیر بعد اس نے طلحہ کی آواز سنی۔ کچھ لمحوں کے لیے وہ بول ہی نہیں سکی۔

"میں نے انکار نہیں کیا، آپ کی امی نہیں چاہتی تھیں۔"

"ماہ رخ! میں جانتا ہوں لیکن وہ مجھ سے بہت پیار کرتی ہیں میں انہیں منا لیتا کیا اب کچھ نہیں ہو سکتا؟" اس کے پوچھنے پر وہ ہونٹ چبانے لگی۔

"میں جانتا ہوں کل آپ کی منگنی ہے، لیکن پھر بھی میں آپ کا انتظار کروں گا اگر آپ چاہیں تو۔" طلحہ کی آخری بات پر وہ ساکت ہو گئی تھی۔ لان کی سیڑھیوں پر بیٹھ کر اس نے اپنا سر گھٹنوں پر رکھ دیا۔ اس دن صرف ایک لمحے کے زیر اثر وہ ہاں کر بیٹھی تھی۔ لیکن طلحہ کے فون کے بعد وہ عجیب کشمکش کا شکار ہو گئی تب ہی کوئی اس کے قریب آ کر بیٹھا تو اس نے سر اٹھا کر اپنے دائیں طرف دیکھا۔ تیمور کو اپنے اتنے قریب دیکھ کر وہ تیزی سے اٹھی اور اسی تیزی سے تیمور نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے دوبارہ بٹھا لیا۔

"تیمور بھائی۔" وہ جھنجلائی۔

"بھائی؟ اب تو بھائی کہنا چھوڑ دو۔" وہ شرارت سے مسکرایا تو ماہ رخ نے دوسرے ہاتھ سے اس کے ہاتھ میں دبا اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا۔

"اب تمہارے منہ سے تیمور سننے کو دل چاہتا ہے۔"

"آپ کو حسرت ہی رہے گی۔"

وہ اب بھی ہاتھ چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی اچانک اس نے اپنے ناخن اس کے ہاتھ پر گاڑ دیے۔ تکلیف پر اس نے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا وہ والا ہاتھ بھی تھام لیا۔

"اتنا غصہ ماہی؟"

"ماہ رخ نام ہے میرا۔" وہ جیسے غرائی۔

"میری تو تم ماہی ہو۔" تیمور نے شرارت سے اس کے سرخ چہرے کو دیکھا۔

"آپ کو کوئی حق نہیں مجھے ماہی کہنے کا۔"

"کل یہ حق بھی میں لے لوں گا۔" اب ماہ رخ نے نظریں اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"غلط فہمی ہے آپ کی۔ منگنی کوئی ایسا رشتہ نہیں جس سے آپ کو کوئی حق مل جائے گا آپ یہ نہ سمجھیں کہ میں

اگر انگوٹھی پہن لوں گی تو آپ سے شادی بھی کر لوں گی۔ کبھی نہیں میں یہ منگنی ہی توڑ دوں گی شاید تین سال پہلے اپنی کہی ہوئی باتیں آپ بھول چکے ہیں۔ لیکن میں نہیں بھولی آپ مجھ سے محبت نہیں کرتے پھر بھی شادی کرنا چاہتے ہیں۔ میں جانتی ہوں کیوں کیونکہ اس دن آپ نے طلحہ کی امی کی باتیں سن لی تھیں اور آپ کو مجھ پر ترس آ گیا ہو گا۔ لیکن مجھے آپ کے ترس کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں کسی ایسے شخص کے ساتھ ساری زندگی نہیں گزار سکتی جس سے میں نفرت کرتی ہوں۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بڑی بے خوفی سے بول رہی تھی۔ وہ مسکرایا اور اپنے ہاتھوں میں دبے اس کے ہاتھوں کو اس قدر زور سے دبایا کہ اس کی چیخ نکل گئی۔ اس کی آنکھیں خود ہی جھک گئیں اس نے ڈبڈبائی آنکھوں سے دوبارہ اس کی طرف دیکھا۔

"تمہاری بدتمیزی کا انعام ہے یہ۔" تیمور نے اس کے ہاتھ چھوڑ دیے تو اس نے سرخ ہوتے ہوئے ہاتھوں کو دیکھا۔

"آپ درد کے علاوہ اور دے بھی کیا سکتے ہیں۔" وہ روتے ہوئے بولی اور تیزی سے اندر کی طرف بھاگ گئی۔

منگنی کا انتظام ہال میں تھا سو بیوٹی پارلر سے وہ اور سحر سیدھے ہال میں پہنچے تھے۔

"میری بیٹیاں تو بہت پیاری لگ رہی ہیں۔" حلیمہ نے دونوں کو پیار کرتے ہوئے کہا تو سحر ان کے گلے لگ کر رو پڑی۔ جبکہ وہ خود بھی آبدیدہ ہو گئیں۔ ماہ رخ کی نم آنکھیں دیکھ کر انہوں نے اسے بھی گلے لگا لیا۔

"امی!" تانیہ تیزی سے اندر داخل ہوئی اس کے ساتھ سلمان اور رخشندہ بھی تھے۔ تانیہ نے آہستہ سے ان کے کان میں کچھ کہا تو وہ پریشانی سے اس کی شکل دیکھنے لگیں۔

"یہ لڑکا تو بالکل پاگل ہو گیا ہے۔" اس کے ساتھ وہ چاروں باہر نکل گئے۔ سحر اور ماہ رخ نے حیرانی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ تبھی شرجیل کی بہن اندر آئی وہ سحر کے کان میں آہستہ سے کچھ کہنے لگی کئی خوب صورت رنگ اس کے چہرے پر ٹھہر گئے۔ ماہ رخ ایک ٹک اسے دیکھنے لگی کچھ دیر بعد وہ لوگ سحر کو رسم کے لیے باہر لے گئے۔

تب ہی سلمان اور شیراز کے ساتھ ایک آدمی اندر چلا آیا اور ان کے پیچھے تانیہ، رخشندہ اور حلیمہ بھی تھے۔ وہ حیرت سے انہیں دیکھنے لگی۔ لیکن جب اس آدمی نے تیمور مظفر کے لیے اس سے اقرار مانگا تو حیرت کی شدت سے اس کی آنکھیں معمول سے زیادہ کھل گئیں۔ اس نے اپنی ماں کی طرف دیکھا تو وہ اس کے قریب آ گئیں۔

"میں صرف اتنا کہوں گی کہ میری عزت تمہارے ہاتھ میں ہے۔" وہ اتنا دھیما بولیں کہ وہ بمشکل سن سکی تھی۔ کچھ دیر وہ ساکت نظروں سے سامنے پڑے نکاح نامے کو دیکھتی رہی، آخر اس نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے نکاح نامے پر سائن کر دیے۔ حلیمہ نے بے ساختہ آگے بڑھ کر اس کا ماتھا چوما اور جب سلمان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو وہ بے اختیار دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر رو پڑی۔ کبھی اس نے یہ خواہش کی تھی اور آج حادثاتی طور پر اس کی یہ خواہش پوری ہو گئی تھی، لیکن وہ خوش نہیں تھی۔ ایک جامد خاموشی تھی اس کے اندر۔ نکاح والے دن واپسی پر تیمور نے اس سے کہا تھا۔

"تم نے منگنی توڑنے کی بات کی تھی اور میں نے تم سے متعلق تمام حقائق حاصل کر لیے ہیں۔" اور وہ کچھ بھی نہیں کہہ سکی تھی۔ وہ حیران تھی کہ وہ تیمور کہاں گیا جو اس کی چھوٹی چھوٹی خواہش کا دھیان اس لیے رکھتا تھا کہ اسے تکلیف نہ ہو اور اب اس کی آنکھ میں آنسو نہ دیکھ سکنے والا وہ شخص اب خود اسے رلا رہا تھا۔ وہ خود کو بہت بے بس محسوس کر رہی تھی۔ اب اس کے پاس ایک ہی صورت تھی اور وہ راستہ طلحہ تھا۔

☼ ☼ ☼

وہ تانیہ سے ملنے نیچے آئی تھی لیکن لاؤنج میں سب کو اکٹھا بیٹھا دیکھ کر وہ گھبرا کر وہیں کھڑی ہو گئی۔ لیکن مصیبت یہ تھی کہ وہ اب نیچے آ چکی تھی اور تانیہ بھی اسے دیکھ چکی تھی۔ جب سے تیمور کے ساتھ اس کا نکاح ہوا تھا۔ سلمان اور سحر نے اس کا ناک میں دم کر رکھا تھا اس لیے وہ ان کے سامنے آنے سے کتراتی تھی۔ وہ سب کو سلام کر کے حلیمہ کے ساتھ بیٹھ گئی۔ اس نے سلمان اور سحر کے چہرے کی طرف دیکھنے سے گریز کیا تھا۔

"ماہ رخ! تمہارا دیور دیورانی لانے کی باتیں کر رہا ہے۔" تانیہ کی بات پر اس نے سلمان کی طرف دیکھا۔

"بھئی میں تو اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اب بھائی بھی شادی کر رہے ہیں اور سارے گھر پر ان کا راج ہے اور ان کے دل پر ماہ رخ کا راج ہے اس سے پہلے کہ سب جگہ پر دو

چھا جائے میں اپنی بیوی لے ہی آؤں شاید اسے تھوڑی سی جگہ مل جائے کیوں بھابھی!" سلمان کے شرارت سے کہنے پر سب مسکرانے لگے جبکہ وہ پریشان ہو گئی۔ تب ہی مومن بھاگتا ہوا اس کی طرف آیا تو وہ اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"خالہ! آپ میری مامی ہیں۔" مومن کی بات پر وہ چپ کی چپ رہ گئی جبکہ ان تینوں کے قہقہے بلند ہوئے۔

"مومن! آپ سے کس نے کہا؟" سلمان نے اس کا بازو پکڑ کر اپنی گود میں بٹھالیا۔

"تیمور ماموں نے۔ میں اب خالہ کو مامی کیوں کہوں گا؟" مومن کی معصومیت اس کے لیے مصیبت بنتی جا رہی تھی۔

"اس لیے بیٹا کیونکہ ماہ رخ خالہ اب ماموں کی دلہن ہیں۔"

تب ہی تیمور کی گاڑی کے ہارن پر اس کی دھڑکن ایک دم تیز ہوئی اور اسی تیزی سے وہ کھڑی ہو گئی۔

"آرام سے' آرام سے بھابھی بیگم! آپ کے مجازی خدا نے اندر ہی آنا ہے۔" اس کی اس حرکت کو سلمان نے اپنے انداز میں لیا۔

"کیا بات کرتے ہو سلمان! آرام سے کیسے بیٹھ سکتی ہے' اچھی بیویاں اپنے شوہر کا استقبال مسکراتے ہوئے گیٹ پر کرتی ہیں۔" سحر نے بھی لقمہ دیا تو تانیہ کھلکھلا کر ہنس رہی۔ جبکہ اس کی شکل رونے والی ہو گئی تھی۔ رخشندہ نے نظر اٹھا کر اس کا سرخ چہرہ دیکھا۔

"ارے ماہ رخ! شرماؤ مت' جاؤ تیمور سے مل آؤ' یہ نہ ہو ہمارے سامنے بات بھی نہ کرے بے چارہ' شرمیلا جو ہے۔" تانیہ کے شرارت بھرے انداز پر اس کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے تھے۔ وہ حلیمہ کی طرف بڑھی تو انہوں نے اسے اپنے پاس بیٹھا لیا۔

"ہر وقت اس کے پیچھے مت پڑے رہا کرو' پہلے ہی میری بچی نے نیچے آنا چھوڑ دیا ہے۔" حلیمہ نے انہیں بظاہر ڈانٹا لیکن ان کے ہونٹ مسکرا رہے تھے۔

"السلام علیکم۔" اندر داخل ہوتے ہی تیمور نے سب کو مشترکہ سلام کیا۔ ماہ رخ کو وہاں بیٹھا دیکھ کر وہ حیران ہوا۔

"تم کب آئیں؟" تانیہ کے قریب بیٹھتے ہوئے اس نے پوچھا۔ تانیہ تیمور سے باتیں کرنے لگی۔ اس دوران اس کا دل پوری رفتاری سے دھڑک رہا تھا۔ نکاح کے بعد پہلی بار ان کا سامنا ہو رہا تھا اور وہ تیمور کے سامنے اپنا ریکارڈ نہیں لگوانا چاہتی تھی۔

"بھائی! آپ کی گاڑی کا ہارن سنتے ہی ماہ رخ بے اختیار کھڑی ہوئی تھی۔ لیکن اتنے زیادہ ظالم سماج کی موجودگی میں باہر نہیں جا سکی لہٰذا آپ اس سے مل لیں لیکن بعد میں۔ ہو سکتا ہمارے سامنے آپ رومانٹک ڈائیلاگ نہ بول سکیں۔" سلمان کی زبان تیزی سے چل رہی تھی۔ تیمور نے مسکرا کر بڑی بھرپور نظروں سے اس کے گھبرائے ہوئے چہرے کو دیکھا۔ اس کو بغور ماہ رخ کی طرف دیکھتا پا کر تانیہ شرارت سے کھانسی۔

"تیمور! اگر تم کہو تو ہم اٹھ جائیں۔"

"نیکی اور پوچھ پوچھ۔" تانیہ کے پوچھنے پر سلمان تیزی سے بولا۔

"میرا خیال ہے' بھائی شرما رہے ہیں۔" سحر نے شرارت سے کہا وہ سب جانتے تھے کہ نکاح کے بعد وہ پہلی بار آمنے سامنے آئے ہیں اس لیے ان کی شوخیاں عروج پر تھیں۔ جبکہ اس کی جان ہوا ہو رہی تھی۔ وہ ایک دم کھڑی ہوئی۔

"کہاں جا رہی ہو؟" سحر جلدی سے بولی۔

"مجھے نوٹس بنانے ہیں۔" اس کی آواز کانپنے لگی۔

"بیٹھ جاؤ ماہ رخ! بھائی اتنی دور بیٹھے ہیں اب اتنی دور سے آنکھوں ہی آنکھوں میں تمہیں نگلنے سے رہے۔" سلمان نے کہنے کے ساتھ اسے ہاتھ پکڑ کر بٹھالیا۔

"ویسے ایک بات تو بتاؤ تم لوگوں کا چکر کب سے چل رہا تھا؟" سلمان نے اس کے کان کے پاس سرگوشی کی لیکن سرگوشی اتنی بلند تھی کہ سب نے باآسانی سن لی تھی۔ اس نے التجا کرتی نظروں سے اسے دیکھا لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

"ویسے ہمیں خود اندازہ کر لینا چاہیے تھا۔ جب بھائی ہر وقت ماہی ماہی کو کتے رہتے تھے اور تم تیمور بھائی تیمور بھائی کرتی رہتی تھیں۔ اب تو شاید تیمور جی یا جان کا اضافہ کرتی ہو گی۔" سلمان کی بات سب قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

"امی! میں عروج کی طرف جا رہی ہوں۔" اس نے کچن کے دروازے پہ کھڑے ہو کر ان سے کہا لیکن وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے بغیر اپنے کام میں مگن رہیں وہ کچھ دیر انہیں دیکھنے کے بعد باہر نکل آئی۔ آج ان چاروں سہیلیوں نے عروج کے گھر جمع ہونا تھا۔ ان سب نے اس سے نکاح کی خوشی میں ٹریٹ مانگی تھی۔ جب وہ لان میں

پہنچی تو تیمور گاڑی کا دروازہ کھول رہا تھا۔ اسے دیکھ کر رک گیا۔ لیکن وہ اسے نظرانداز کرتے ہوئے گیٹ کی طرف بڑھنے لگی۔

"کہاں جا رہی ہو ماہی؟" تیمور نے اس کے قریب آ کر پوچھا۔

"آپ کو بتانا ضروری ہے؟" اس جواب پر ایک پل کے لیے وہ خاموش رہ گیا۔

"میں تمہیں ڈراپ کر دیتا ہوں۔" وہ پھر سنبھل کر بولا۔

"اس کی ضرورت نہیں۔" وہ رکھائی سے جواب دے کر گیٹ کی طرف بڑھی۔ جب اچانک تیمور نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روک لیا۔

"ماہی! تم ایسے بی ہیو کیوں کر رہی ہو؟ کیا تم اب تک مجھ سے ناراض ہو؟" تیمور کے چہرے پر بہت بے بسی تھی۔ ماہ رخ نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ کھینچا۔

"میں آپ سے کیوں ناراض ہونے لگی۔ ناراض تو ان سے ہوا جاتا ہے جن سے آپ کا کوئی رشتہ ہو جبکہ میرا اور آپ کا تو کوئی رشتہ ہی نہیں اور کاغذ کا جو رشتہ آپ نے جوڑا ہے نا میں اسے نہیں مانتی۔"

اس دوران اس نے ایک بار بھی تیمور کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ عروج کے گھر پہنچنے تک اس نے خود کو نارمل کر لیا تھا گاڑی سدرہ کے پاس موجود تھی لہٰذا وہ سب K.F.C گئے۔

"کتنی حیرت کی بات ہے شادی ثمین اور عروج کی ہونے والی تھی اور ٹریٹ ماہ رخ دے رہی ہے۔" سدرہ نے کوک پیتے ہوئے کہا۔

"بھئی ہم تو منگنی میں گئے تھے وہاں پتا چلا نکاح ہے۔" عروج نے مسکرا کر ماہ رخ کو دیکھا۔

"بھئی اس دن ماہ رخ پیاری بھی تو اتنی لگ رہی تھی، تیمور نے سوچا ہوگا یہ موقع ضائع نہیں کرنا چاہیے۔" ثمین کے کہنے پر وہ تینوں کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔

"ارے وہ کیپٹن طلحہ تو نہیں۔" سدرہ کی آواز پر ماہ رخ بے اختیار پلٹی تھی۔ وہ واقعی طلحہ ہی تھا جو کسی لڑکی کے ساتھ اندر داخل ہو رہا تھا۔ ماہ رخ کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ وہ ان تینوں سے ایکسکیوز کر کے طلحہ کی طرف بڑھی اس کی دھڑکن بہت تیز تھی۔ لیکن ٹیبل سے کچھ فاصلے پر اسے رکنا پڑا۔

"میں نے آج سے پہلے تم سے زیادہ خوب صورت لڑکی نہیں دیکھی۔" وہ اس لڑکی سے کہہ رہا تھا۔ ان دونوں کی ماہ رخ کی طرف پشت تھی۔

"میں تمہیں پہلی نظر میں ہی پسند کرنے لگا تھا لیکن لگتا ہے اب تم سے محبت کرنے لگوں گا۔" طلحہ کے ہر لفظ کے ساتھ ماہ رخ کو لگ رہا تھا وہ لمحہ بہ لمحہ زمین میں دھنستی جا رہی ہے۔

"میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔" وہ دھواں دھواں چہرے کے ساتھ واپس پلٹی۔

"کیا ہوا ماہ رخ! طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟" ثمین نے اس کے سفید پڑے چہرے کو دیکھ کر پوچھا۔

"میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے گھر چلتے ہیں۔" وہ بڑی دقت سے بولی تھی۔

☼ ☼ ☼

سدرہ کے جانے کے بعد کتنی دیر تک وہ انتظار کرتی رہی لیکن سلمان نہیں آیا۔ آج پبلک ٹرانسپورٹ کی ہڑتال تھی۔ صبح سلمان اسے چھوڑ کر گیا تھا اب بھی اسے ہی لینے آنا تھا۔ لیکن اس کے دیے ہوئے ٹائم سے بھی آدھا گھنٹہ اوپر ہو چکا تھا۔ اوپر سے تیز بارش اور گہرے بادلوں نے دوپہر کو شام میں بدل دیا تھا۔ اس نے گھبرا کر گراؤنڈ پر نظر ڈالی صرف چند اسٹوڈنٹس تھے جو شیڈز کے نیچے کھڑے تھے۔ وہ تیزی سے باہر نکلی یونیورسٹی کے سامنے فوٹو اسٹیٹ شاپ تک پہنچنے میں وہ کافی حد تک بھیگ گئی تھی۔ اوپر سے سردیوں کی بارش وہ باقاعدہ کانپ رہی تھی۔

"مجھے ایک فون کرنا ہے۔" اس نے کاؤنٹر کے پیچھے کھڑے لڑکے سے کہا تو اس نے ٹیلی فون اس کے آگے سرکا دیا۔ کچھ دیر کے بعد سلمان نے فون اٹھا لیا۔

"ماہ رخ! ایکچیوئلی ایک ایمرجنسی ہو گئی ہے اس لیے میں تمہیں لینے نہیں آ سکتا۔" اس کے پوچھنے پر سلمان نے بتایا۔

"تو اب میں کیا کروں؟" اس نے گھبرا کر باہر تیزی سے برستی بارش کو دیکھا۔

"ماہ رخ! تم ایسا کرو بھائی کو فون کر لو۔" کچھ دیر بعد اس نے سلمان کی آواز سنی۔ سلمان نے اسے تیمور کے موبائل اور آفس کا فون نمبر لکھوا کر عجلت میں فون بند کر دیا۔ فون رکھ کر وہ کتنی دیر تک باہر دیکھتی رہی۔ تب ہی وہ

لڑکے دکان میں داخل ہوئے تھے۔ تو وہ دکان کے دروازے کے پاس کھڑی ہو گئی۔ لیکن کب تک وہ ایسے کھڑی رہ سکتی تھی آخر کار ہمت کر کے اس نے تیمور کا سیل نمبر ڈائل کیا لیکن وہ آف تھا۔ کاؤنٹر پر کھڑا وہ لڑکا اب آنے والے دونوں لڑکوں سے باتیں کرنے لگا وہ تینوں اس کی طرف متوجہ تھے۔ اس نے گھبرا کر اپنی شال کو کھینچ کیا اور اس کے آفس کا نمبر ملانے لگی۔

"مجھے تیمور مظفر سے بات کرنی ہے۔" دوسری طرف کسی لڑکی نے فون اٹھایا تھا۔

"سوری میم! سر اس وقت بزی ہیں' آپ تھوڑی دیر تک فون کریں۔"

"دیکھیں پلیز' میرا ان سے بات کرنا بہت ضروری ہے۔"

"انہوں نے ڈسٹرب کرنے سے منع کیا ہے۔"

"آپ انہیں کہیں ماہی' آئی مین ماہ رخ کا فون ہے۔"

پتا نہیں کیسے اس کے منہ سے۔ ماہی نکل گیا تھا اور پتا نہیں کیوں اسے یقین تھا اس کا نام سن کر وہ ساری مصروفیت ترک کر دے گا اور وہی ہوا چند سیکنڈز بعد وہ لائن پر تھا۔

"ہیلو ماہی! سب ٹھیک تو ہے نا؟" اس کی آواز میں حیرت تھی۔

"آپ مجھے لینے آ سکتے ہیں۔" کچھ سردی اور کچھ گھبراہٹ کے مارے اس کی آواز کپکپانے لگی تھی۔

"کہاں ہو تم؟"

"میں یونیورسٹی کے سامنے فوٹو اسٹیٹ شاپ پر ہوں۔" اب وہ رو پڑی۔

"میں دس منٹ میں پہنچ رہا ہوں۔" ساتھ ہی لائن منقطع ہو گئی۔ اس کی فیکٹری سے یونیورسٹی کا راستہ بیس منٹ کا تھا۔ ریش ڈرائیونگ کے ساتھ بھی وہ پندرہ منٹ تو ضرور لیتا۔ پیچھے کھڑے لڑکوں نے اب گانا شروع کر دیا تھا۔ بارش کی وجہ سے وہ باہر بھی نہیں نکل سکتی تھی۔ پہلے ہی وہ کافی بھیگ چکی تھی۔ سردی کے مارے اس کے ہونٹ نیلے ہوئے جا رہے تھے۔ وہ اب اس کے نزدیک آ گئے تھے' اور کچھ دیر بعد ان میں سے ایک اس کے دائیں اور دوسرا بائیں کھڑا ہو گیا۔

"یار! تم نے کبھی بھیگا ہوا حسن دیکھا ہے۔" دائیں طرف کھڑے لڑکے نے بائیں والے سے کہا۔ ماہ رخ کی دھڑکن غیر معمولی طور پر تیز ہوئی اس نے بے تابی سے سڑک کے بائیں طرف دیکھا دس منٹ ہو چکے تھے۔

"یار دیکھا تو نہیں تھا لیکن اب دیکھ رہا ہوں۔" دائیں والا اس کے قریب جھکا۔ ماہ رخ کی آنکھوں میں پانی جمع ہونا شروع ہو گیا۔ تب ہی ایک گاڑی دکان کے بالکل سامنے سڑک کے اس پار رکی تھی۔ گاڑی میں سے نکلتے تیمور کو دیکھ کر وہ ہر خوف بھول گئی تھی۔ وہ تیزی سے دکان کا دروازہ کھول کر تیمور کی طرف بھاگی۔

تیمور نے حیرت سے اسے دوڑ کر اپنی طرف آتے دیکھا۔ اس کے قریب پہنچتے ہی وہ سیدھی اس کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ ایک پل کے لیے وہ بالکل ساکت ہو گیا۔ تیز برستی بارش کی وجہ سے وہ دونوں مکمل طور پر بھیگ چکے تھے۔ لیکن وہ دونوں ہی جیسے اس سے بے نیاز ہو چکے تھے۔ ایک گاڑی تیزی سے ان کے قریب سے ہارن بجاتے گزری تو تیمور جیسے ایک دم ہوش میں آیا۔

"ماہی! کیا ہوا؟" اس نے ماہ رخ کو خود سے الگ کر کے اس کا چہرہ اونچا کیا وہ اب ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔ رونے کی وجہ سے اس سے بات نہیں ہو پا رہی تھی۔ تیمور نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے گاڑی میں بٹھایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ گیا۔ وہ اب بھی اسی طرح رو رہی تھی۔

"ماہی! کچھ بولو تو۔" تیمور نے اس کے دونوں سرد ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر سہلایا۔ ماہ رخ نے خوف زدہ نظروں سے فوٹو اسٹیٹ شاپ کی طرف دیکھا جہاں اب کوئی نہیں تھا۔ اس کی نظروں کے تعاقب میں تیمور نے دکان کی طرف دیکھا اور ایک بار پھر اس کا چہرہ دیکھا جس پر خوف تحریر تھا۔ تیمور نے اس کا ہاتھ چھوڑ کر کار کا دروازہ کھولا اور اسی تیزی سے ماہ رخ نے اس کا ہاتھ تھاما۔

"کہاں جا رہے ہیں؟"

"اب تم کچھ بولو گی نہیں تو مجھے خود پتا کرنا پڑے گا کہ کیا بات ہے؟" ماہ رخ نے جلدی سے خود کو سنبھال کر اپنے آنسو صاف کیے۔

"کچھ نہیں میں ڈر گئی تھی۔ آپ مجھے گھر چھوڑ دیں۔" تیمور نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا اور پھر اس کے ہاتھ میں دبے اپنے ہاتھ کو۔ ایک جاندار مسکراہٹ اس کے چہرے پر آ گئی تھی۔

اس نے ماہ رخ کو احساس دلائے بغیر ایک ہاتھ سے

ڈرائیونگ شروع کر دی۔ اس نے ایک بار پھر ماہ رخ کی طرف دیکھا جو شاید اس بات سے بے خبر تھی۔ اگرچہ ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرنا کافی مشکل تھا لیکن یہ خوشگوار احساس ہر مشکل پر بھاری تھا۔ گاڑی رکتے ہی وہ چونکی تھی وہ گھر سامنے پہنچ چکے تھے۔ اس نے حیرت سے اپنے ہاتھ کو دیکھا اور سٹپٹا کر تیمور کی طرف جو مسکرا رہا تھا اس نے جلدی سے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور گاڑی سے باہر نکل آئی۔ اپنی بے خبری پر اس نے سو دفعہ خود کو ملامت کی۔

کپڑے بدلتے ہی وہ بستر پر گر کر بے سدھ ہو گئی۔ جب اسے ہوش آیا تو اس کے اپنے اردگرد کافی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ لیکن اس نے آنکھ نہیں کھولی۔ "میں نے انجکشن دے دیا ہے بخار اتر جائے گا۔" سلمان کی آواز اس کے قریب سے آئی تھی۔

"اگر تم اپنی ذمہ داری پوری نہیں کر سکتے تو لینے کی ضرورت ہی کیا تھی۔" اس نے تیمور کی غصیلی آواز سنی۔

"بھائی! ایک ایمرجنسی ہو گئی تھی۔" سلمان کی منمناتی ہوئی آواز آئی۔

"تم مجھے فون کر سکتے تھے، تمہیں اندازہ ہے وہ کس قدر ڈر گئی تھی۔ اگر میرا فون نہ ملتا یا مجھے پہنچنے میں دیر ہو جاتی تو؟" تیمور نے غضبناک تیوروں سے سلمان کو دیکھا۔ تیمور کا غصہ کسی طور پر کم ہونے میں نہیں آ رہا تھا۔

"تیمور! بس کرو' اس میں سلمان کی کیا غلطی ہے اسے اتنی بارش میں یونیورسٹی جانے کی کیا ضرورت تھی۔" رخشندہ نے تیمور کو ٹوک دیا۔

"تیمور ٹھیک کہہ رہا ہے رخشندہ! سلمان کو کم از کم۔" "رہنے دیں بھابھی!" رخشندہ نے حلیمہ کی بات کاٹ دی۔ "پہلے ہی تیمور کی بے جا ڈھیل نے اس کا دماغ خراب کر رکھا ہے بڑے چھوٹے کا اسے لحاظ ہی نہیں رہا۔" انہوں نے غصے سے تیمور کو دیکھا جس نے نظریں جھکا لی تھیں۔

"اب اگر اس نے بگاڑا ہے تو سدھار بھی لے گا۔" حلیمہ نے پیار سے اس کا ماتھا چھوا۔ رخشندہ نے ایک نظر حلیمہ کو دیکھنے کے بعد تیمور کو دیکھا۔

"اتنا زیادہ پیار مت کرو تیمور! میری بیٹی اس قابل نہیں۔" پتا نہیں کیوں ان کے منہ سے نکل گیا۔

"تم رہنے دو رخشندہ! ہماری بیٹی کس قابل ہے' ہم جانتے ہیں۔" حلیمہ نے غصے سے رخشندہ کو دیکھا۔ ماہ رخ نے اپنی بند آنکھوں میں نمی اترتی محسوس کی تھی۔

٭ ٭ ٭

"ماہ رخ! پلیز ذرا یہ اریبہ کو انڈا کھلانا۔ میں مومن کو دیکھوں اٹھا ہے یا نہیں۔" ثانیہ نے اریبہ کو اس کی گود میں بٹھا دیا۔ ثانیہ کے جاتے ہی اس نے اریبہ کو سامنے ڈائننگ ٹیبل پر بٹھایا۔ اب اس نے ایک ہاتھ سے اسے پکڑ رکھا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اسے کھلا رہی تھی۔ وہ کھا کم رہی تھی اور اگل زیادہ رہی تھی۔ اس کی زیادہ توجہ سامنے بیٹھی ماہ رخ کی طرف تھی کبھی وہ اس کے کانوں میں پہنے ٹاپس کو چھیڑتی اور کبھی اس کے ہاتھوں میں پہنی چوڑیوں کو پکڑتی، اس کی حرکتیں ماہ رخ کو مزہ دے رہی تھیں۔ اس نے اریبہ کو گود میں بٹھا لیا اور زور زور سے ہاتھ ہلایا تو چوڑیاں بجنے لگیں اور جب جب چوڑیاں بجتیں اریبہ کھلکھلا کر ہنس پڑتی اور وہ اس کے ساتھ ہنس رہی تھی۔

"گڈ مارننگ بیوٹی فل لیڈیز۔" تیمور نے اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ماہ رخ چونکی اور پھر ایک دم خاموش ہو گئی۔

ماہ رخ نے چور نظروں سے ساتھ بیٹھے تیمور کو دیکھا۔ جو سلائس پر مکھن لگا رہا تھا وہ اٹھنے لگی تھی جب تیمور نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"بیٹھ جاؤ' میں بس جا رہا ہوں۔" وہ جانتا تھا وہ اس کی وجہ سے اٹھ رہی ہے ورنہ تھوڑی دیر پہلے اس کی ہنسی اب بھی اس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔ وہ دوبارہ بیٹھ گئی۔

"تم غالباً" اسے ناشتا کروا رہی تھیں۔" تیمور نے سلائس کا چھوٹا سا ٹکڑا اریبہ کے منہ میں ڈالتے ہوئے اسے دیکھا تو مجبوراً "اسے اریبہ کو ناشتا کروانا پڑا ورنہ تیمور اس کے اتنے قریب بیٹھا تھا کہ اس کی کہنی دوبارہ اس کے بازو سے ٹکرائی تھی۔

"کیا بات ہے آج کل تم نے غصہ کرنا چھوڑ دیا ہے۔" وہ انڈا اریبہ کے منہ میں ڈال رہی تھی جب تیمور اس کی طرف مڑا۔ وہ کچھ نہیں بولی وہ خود نہیں جانتی تھی کہ اسے کیا ہوا ہے۔ طلحہ کی اصلیت جب اس پر کھلی تھی تو وہ ٹوٹ گئی تھی۔

وہ اس سے محبت نہیں کرتی تھی لیکن اپنی ضد کو پورا کرنے کے لیے اس کے پاس وہ واحد آپشن تھا۔ حالانکہ غلطی اس کی بھی تھی کہ نکاح ہونے کے بعد بھی غلط امید باندھ رہی تھی۔ اس دن تیمور کو دیکھ کر جو احساس اسے ہوا تھا

اس نے اسے بالا کر رکھ دیا تھا۔ دل کہتا تھا جو تیمور تمہارے لیے کر رہا ہے وہ ہمدردی نہیں ہے وہ تو محبت ہے' اور وہ چاہتی تھی وہ دل کی بات مان لے۔ پتا نہیں کب سے نفرت کے ڈھیر میں سوئی محبت جاگنے لگی تھی اور پھر دماغ کہتا تھا' محبت نہیں احسان ہے وہ تو شروع ہی سے اپنوں کے لیے اپنی خوشی کی قربانی دیتا رہا ہے سو اب بھی تمہیں تکلیف اور ذلت سے بچانے کے لیے اس نے تم سے شادی کی' اس میں محبت کہاں ہے؟

اس نے تھک کر تیمور کی طرف دیکھا جو گہری نظروں سے اس کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس نے گھبرا کر ٹشو سے اریبہ کا منہ صاف کیا۔

"اچھا سوئٹی! چلتے ہیں' لوگ تو ہماری طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔" تیمور کرسی کی پشت کا سہارا لے کر اٹھا' تیمور کا ہاتھ اس کے کندھے سے ٹکرایا تو وہ جلدی سے آگے ہوئی اور وہ جو اریبہ کو پیار کرنے کے لیے جھک رہا تھا اس کا چہرہ ماہ رخ کے گال سے ٹکرا گیا۔ ماہ رخ کے ہاتھ میں پکڑا ہوا چمچ نیچے گر گیا۔ اس کی نظریں بے اختیار تیمور کی طرف اٹھیں اس نے بھی اس کی طرف دیکھا۔ اندر داخل ہوتی ہوئی تانیہ اپنی جگہ ٹھٹک کر رک گئی۔ تیمور اور ماہ رخ ایک دوسرے کے اس قدر قریب تھے کہ تانیہ نے بے ساختہ اپنا ہاتھ ہونٹوں پر رکھا۔ وہ کچھ دیر کھڑی رہی۔ لیکن وہ لوگ ٹس سے مس نہیں ہوئے۔

تانیہ جلدی سے آگے بڑھی ان کے قریب جا کر وہ زور سے کھانسی۔ تیمور نے نظریں گھما کر اس کی طرف دیکھا پھر ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا۔ ماہ رخ کی دھڑکن جہاں تیز ہوئی وہیں اس کا سارا چہرہ سرخ ہوا تھا۔ تانیہ نے غور سے دونوں کی شکلیں دیکھیں پہلے وہ حیران ہوئی لیکن اب اسے ہنسی آ رہی تھی۔

"لاؤ ماہ رخ! اریبہ کو مجھے دے دو۔ ویسے اس نے تم دونوں کو ڈسٹرب تو نہیں کیا؟" تانیہ نے بڑے بھولے پن سے ماہ رخ کا گلابی چہرہ دیکھتے ہوئے پوچھا۔ وہ پہلے ہی اپنی بے اختیاری پر نادم تھی' رہی سہی کسر تانیہ نے پوری کر دی۔ وہ آنکھوں میں آئے ہوئے آنسوؤں کو چھپانے کے لیے تیزی سے مڑی۔ اس کے جاتے ہی تانیہ نے تیمور کی طرف دیکھا جو ماہ رخ کو دیکھ رہا تھا۔

"ہیلو۔" تانیہ نے اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرایا۔

"تم بھی نا۔" تیمور جھنجلا کر باہر نکل گیا جبکہ پیچھے سے تانیہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"بڑی امی! آپ نے مجھے بلایا۔"

"ہاں بیٹا! سحر اور تانیہ شاپنگ کے لیے جا رہے ہیں تم بھی ہو آؤ۔ شادی میں دن ہی کتنے رہ گئے ہیں۔ اپنی پسند کا لہنگا لے آؤ۔" تانیہ نے مسکراتی نظروں سے ماہ رخ کو دیکھا جو اس کی طرف دیکھنے سے کترا رہی تھی۔

"بڑی امی! میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" اس کی بات پر انہوں نے اس کا اترا ہوا چہرہ دیکھا۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتیں تانیہ بول پڑی۔

"امی! آج رہنے دیں۔ تیمور اور ماہ رخ اکٹھے جا کر لے آئیں گے۔" تانیہ نے مسکرا کر کہا تو حلیمہ نے سر ہلا دیا۔

"ہاں' یہ زیادہ بہتر ہے دونوں کی پسند کا آجائے گا۔ تم دونوں جاؤ اور شام سے پہلے آجانا۔" ان کے باہر نکلتے ہی ماہ رخ نے اپنا جھکا ہوا سر اٹھایا۔

"بیٹا! میں ذرا دھوپ میں بیٹھوں گی۔" "یہ تیمور کے کپڑے اس کی الماری میں رکھ دو اور یہ فائل بھی۔" حلیمہ کے کہنے پر وہ کپڑے اور فائل اٹھا کر اس کے کمرے میں آ گئی۔

آج کتنے عرصے بعد وہ اس کمرے میں آئی تھی۔ کمرہ مکمل طور پر بدل چکا تھا اور سب سے بڑا اضافہ اس کی انلارج تصویر تھی۔ وہ تصویر پر سے نظریں ہٹا کر وارڈ روب کی طرف آ گئی۔ کپڑے رکھ کر وہ پلٹ رہی تھی۔ جب کوئی چیز اس کے پاؤں سے ٹکرائی۔

اس نے چونک کر نیچے دیکھا جہاں ایک ڈائری گری تھی وہ اٹھانے کے لیے جھکی تو ڈائری کے کھلے صفحے پر اس کی نظریں ساکت ہو گئیں اس نے جلدی سے ڈائری اٹھا لی اس نے ڈائری کا پہلا صفحہ کھولا۔

"میں آج خود کو بہت اکیلا محسوس کر رہا ہوں۔ آج میں زندگی میں پہلی بار ڈائری لکھ رہا ہوں کیونکہ یہاں میں ایسی باتیں لکھ رہا ہوں جو میں کسی سے نہیں کر سکتا۔ مجھے لندن پہنچے ایک گھنٹہ ہو چکا ہے۔ تھکن کے مارے میرا برا حال ہے' لیکن نیند آنکھوں سے کوسوں دور ہے۔ میں آج اسے دکھ دے کر آ رہا ہوں' جسے میں نے زندگی میں سب سے زیادہ چاہا ہے۔

ماہی میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے میں نے کبھی اسے رونے نہیں دیا' لیکن آج میں اسے رلا کر آ رہا

ہوں۔ میں اسے تب سے چاہ رہا ہوں جب محبت کا مفہوم ٹھیک طرح سے مجھ پر واضح بھی نہیں تھا۔ لیکن آج اس کے منہ سے یہ سن کر کہ "وہ بھی مجھے چاہتی ہے" میں ساکت رہ گیا۔ وہ محبت جو میں سب سے چھپاتا آ رہا تھا۔ اس پر نہیں کیسے آشکار ہو گئی تھی اور میں غصے میں پتا نہیں اسے کیا کیا کہہ گیا۔ یہ سب میں نے اس لیے کہا کہ بعد میں اسے تکلیف نہ ہو اگر میں اس سے اپنی محبت کا اظہار کر دیتا تو انتظار اس کی قسمت میں لکھ دیتا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ میں کب واپس جاؤں گا اب میری آزمائش ختم ہو گی میں خود کو تکلیف دے سکتا ہوں لیکن اسے نہیں۔ میں نے اسے اپنے سامنے آنے سے بھی منع کر دیا تھا کیونکہ ان آخری لمحوں میں میں کمزور نہیں پڑنا چاہتا تھا۔ وہ بہت چھوٹی ہے میں اس کی معصومیت کو اپنے مسائل کی بھینٹ نہیں چڑھا سکتا۔ اس لیے اس کا دل توڑ آیا ہوں۔"

ماہ رخ نے تیزی سے خالی صفحوں کو پلٹا۔

"میں آج بہت تکلیف محسوس کر رہا ہوں میں نے پاکستان فون کیا تو پتا چلا ماہی نے میڈیکل میں ایڈمیشن لینے سے انکار کر دیا ہے۔ میں جانتا ہوں وہ یہ سب کیوں کر رہی ہے وہ مجھ سے ناراض ہے۔ لیکن میں اسے سمجھاؤں گا یہ اس کے بڑے پاپا کی خواہش ہے' وہ اسے ضرور پورا کرے۔ میں چار دن سے اس سے بات کرنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن وہ فون پر نہیں آ رہی میں یہ کیوں بھول گیا تھا کہ وہ بہت ضدی ہے۔ اگر اس نے سوچ لیا ہے کہ وہ ایڈمیشن نہیں لے گی تو نہیں لے گی۔ ہر گزرتے وقت کے ساتھ مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میں نے غلط کیا ہے۔ مجھے ماہی کو بتا دینا چاہیے تھا کہ میں اس سے پیار کرتا ہوں۔ اب مجھے ڈر لگنے لگا ہے کہ کہیں میں اسے کھو نہ دوں۔ اب میں ہر پل یہی دعا کرتا ہوں کہ ماہی میرا نصیب ہو۔ میں جلد از جلد پاکستان جانا چاہتا ہوں۔"

"کل میں نے تین سال بعد اسے اپنے سامنے دیکھا ایک پل کے لیے تو میں بالکل ساکت ہو گیا تھا وہ بہت خوب صورت ہو گئی ہے۔ لیکن بہت بدل گئی ہے شاید اب بھی مجھ سے ناراض ہے لیکن میں اسے مناؤں گا۔

وہ واقعی بہت بدل گئی ہے۔ پہلے ہر وقت اس کے لبوں پر شوخ سی مسکراہٹ رہتی تھی اب جامد خاموشی ہے۔ اس کی خاموشی سے مجھے وحشت ہوتی ہے۔ میں اسے پرانی باتوں کا حوالہ دے کر تنگ کرتا ہوں لیکن پھر بھی اس کی چپ نہیں ٹوٹتی۔ وہ طلحہ کو میرے اور اپنے درمیان لا رہی ہے' میں جانتا ہوں وہ اس سے محبت نہیں کرتی۔ یہ من مانی میں اسے نہیں کرنے دوں گا۔"

اس نے اگلا صفحہ پلٹا۔

"میں جانتا تھا میرے رویے پر وہ ناراض ہو گی لیکن اس طرح ری ایکٹ کرے گی میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ کہتی ہے وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے میں کیسے مان لوں کہ وہ سچ کہہ رہی ہے حالانکہ اس کی آنکھیں کچھ اور ہی بولتی ہیں۔ شاید وہ یہ نہیں جانتی کہ اس کی آنکھیں سچ بولتی ہیں اور شاید وہ یہ بھی بھول گئی ہے کہ میں اس کی آنکھیں پڑھ سکتا ہوں۔ ان آنکھوں میں آج بھی میری محبت ہے' صرف میری۔ پاپا نے بالکل ٹھیک کہا تھا میں اسے اس سے زیادہ سمجھتا ہوں اور یہ کہ وہ ضد میں ہمیشہ اپنا نقصان کرتی ہے۔ اب بھی وہ ایسا ہی کر رہی ہے۔ اگر وہ طلحہ کو پسند بھی کرتی تو بھی میں اسے کھو نہیں سکتا۔ میری زندگی کی ایک وہی تو تمنا ہے۔ میں اس سے کسی قیمت پر بھی دستبردار نہیں ہو سکتا۔ ماہی تو کبھی بھی ایسی نہیں تھی۔ میں نہیں جانتا تھا میرے الفاظ میرے لیے عذاب بن جائیں گے وہ میری محبت کو "ترس" سمجھتی ہے۔ وہ کہتی ہے مجھے قربانی دینے کا شوق ہے۔ میں اسے کیسے بتاؤں قربانی دینا کتنا مشکل کام ہے دوسروں کے لیے جینا کتنا مشکل ہوتا ہے۔ میں اب تھک رہا ہوں۔ تین سال دن رات میں نے خود کو جلایا تاکہ جلد از جلد ماہی تک پہنچ سکوں۔ میں نے ہمیشہ رب سے ہاتھ اٹھا کر اپنے لیے کچھ مانگا تو صرف اسے مانگا اور خدا نے میری سن لی وہ میری ہو چکی ہے لیکن صرف نام کی حد تک میں سمجھتا تھا کہ میں اسے منا لوں گا۔ لیکن مجھے لگتا ہے میں غلط ہوں میں جو اسے جاننے کا دعوا رکھتا تھا وہ غلط ثابت ہو رہا ہے۔ تین سال پہلے اسے مجھ سے محبت کا احساس ہوا تھا اور وہ میری ایک غلطی (جو مجھے تب ٹھیک لگی تھی) آج تک معاف نہیں کر سکی اور میں کب سے اسے چاہ رہا ہوں۔ وہ نہیں جانتی اس کا رویہ مجھے کتنی تکلیف دیتا ہے میں اسے بتانا چاہتا ہوں ماہی! میں تم سے بے انتہا محبت کرتا ہوں۔ میں اسے بتانا چاہتا ہوں کہ زندگی میں میں نے جتنی تکلیفیں برداشت کیں صرف اس آس میں کہ تم میرے ساتھ رہو گی۔ میں اس کے چہرے پر اپنے نام کے رنگ دیکھنا چاہتا ہوں' میں اس کی آنکھوں میں اپنا

کبھی دیکھنا چاہتا ہوں۔ اب میں اللہ تعالیٰ سے ایک ہی دعا مانگتا ہوں اگر میں نے واقعی زندگی میں کوئی نیکی کی ہے تو اس کے صدقے ماہی اور اس کی محبت مجھے دے دے۔"

ماہ رخ کے ہاتھ سے ڈائری چھوٹ گئی۔ اس نے دونوں ہاتھ اپنے ہونٹوں پر رکھ لیے۔ اس کا پورا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔

"امی ابھی یہاں فائل چھوڑ کر گیا تھا۔" باہر سے آتی تیمور کی آواز پر اس نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔

"بیٹا وہ میں نے ماہ رخ کو دی تھی تمہارے کمرے میں رکھ گئی ہوگی۔" کچھ دیر بعد دروازہ تیزی سے کھلا۔ اندر داخل ہوتے ہی تیمور ٹھٹھک کر رک گیا۔

"کیا ہوا؟ تم رو کیوں رہی ہو؟" وہ گھبرا کر گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

ماہ رخ نے ڈائری اس کے سامنے کر دی۔ اس نے ڈائری کو دیکھا پھر بے اختیار گہرا سانس لیا۔ "مجھ سے زیادہ خوش قسمت تو میری ڈائری ہے جس کا تم نے اعتبار تو کیا۔" وہ مسکرایا پھر اپنی نظریں اس کے چہرے پر ٹکا دیں۔

"پہلے میں سمجھتا تھا کہ میں نے جو بھی کیا ٹھیک کیا' حالانکہ اس میں بہت رسک تھا لیکن میں مجبور تھا۔ میں نے بابا سے وعدہ کیا تھا کہ میں ان کی ذمہ داریوں کو پورا کروں گا تو میں کیسے ان سے کیے ہوئے وعدے کو اگنور کر دیتا۔ بابا نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ میں تمہاری آنکھوں میں آنسو نہ آنے دوں۔ میں نے تو صرف ان وعدوں کو پورا کرنے کی کوشش کی تھی۔ میں صرف تمہیں تکلیف سے بچانا چاہتا تھا۔ لیکن انجانے میں تمہیں تکلیف دے گیا۔

ان تین سالوں میں ہر لمحہ مجھے تمہیں کھونے کا دھڑکا لگا رہتا تھا۔ کیا تم میری اس تکلیف کا اندازہ کر سکتی ہو جو میں نے خود اپنے نصیب میں لکھ لی تھی؟" پھر اچانک اس نے اپنے ہاتھوں میں ماہ رخ کا چہرہ تھام لیا۔ "میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں ماہی! کیا میری غلطی اتنی بڑی ہے کہ وہ معاف نہ کی جا سکے کیا میں اس قابل بھی نہیں کہ تمہاری محبت مجھے مل سکے۔" ماہ رخ نے اپنے چہرے پر سے اس کے ہاتھ ہٹا لیے۔

"امی ٹھیک کہتی ہیں میں آپ کی محبت کے قابل نہیں اور آپ کس قابل ہیں سب جانتے ہیں 'میرا دل جانتا ہے' لیکن ایک بار صرف ایک بار آپ مجھے کہہ دیتے تو کیا میں آپ کی بات نہ سمجھتی۔" وہ اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"آپ کو مجھ سے اتنی محبت نہیں کرنی چاہیے میں اس قابل ہی نہیں۔ آپ نے میرے لیے ہم سب کے لیے کیا کچھ نہیں کیا پھر بھی میں نے آپ کو تکلیف ہی دی میں تو اتنی بری ہوں بڑے پاپا کی بات بھلا دی۔ انہوں نے آپ کو تکلیف دینے سے منع کیا تھا پھر بھی میں نے سب سے زیادہ آپ کو تکلیف دی۔ میں بہت بری ہوں۔" اس کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔

"تم بری کیسے ہو سکتی ہو ماہی! تم تو میری جان ہو۔" تیمور نے اس کا چہرہ اونچا کیا تو وہ بے اختیار اس کے سینے سے لگ گئی۔

"میں بہت بری ہوں تیمور! بہت بری آپ نے بالکل ٹھیک کہا میں نے صرف کچھ سال محبت کی تو آپ کی دی ہوئی ایک تکلیف برداشت نہیں کر سکی۔ جبکہ آپ کی محبت تو۔۔۔" وہ رکی۔ "میں کیا کرتی مجھے بہت تکلیف ہوئی تھی مجھے لگا آپ نے میرا مان توڑا ہے۔ غلطی میری ہے میں آپ کو سمجھ نہیں سکی۔ آپ کا دعوا غلط نہیں تیمور! میری آنکھوں میں 'میرے دل میں ہر جگہ آپ ہیں۔ میں کل بھی آپ سے پیار کرتی تھی اور آج بھی کرتی ہوں۔" ماہی ہمیشہ سے تیمور کی تھی اور رہے گی وہ اس کے سینے سے لگی سسک رہی تھی۔

"پرسوں مہندی ہے اور کام ختم ہونے کا نام نہیں لے رہے۔" حلیمہ نے جھنجلا کر مومن کو اپنی گود سے اتارا۔

"امی! آپ خوامخواہ پریشان ہو رہی ہیں تیمور اور سلمان کر تو رہے ہیں۔" تانیہ نے مسکرا کر ماں کو دیکھا۔

"امی! یہ دوپٹہ دیکھیں مجھے سوٹ کر رہا ہے؟" سحر نے لہنگے کا دوپٹہ سر پر لیا۔

"ابھی اتار دو پہلے نہیں لیتے ورنہ روپ نہیں آتا۔" حلیمہ نے جلدی سے کہا تو رخشندہ اور تانیہ مسکرا دیے۔

"السلام علیکم۔" تیمور نے اندر آتے ہوئے کہا "کیا ہو رہا ہے۔" اس نے ارد گرد پھیلے ہوئے کپڑوں کو دیکھ کر پوچھا۔

"کچھ خاص نہیں تمہاری اور سحر کی مہندی کی تیاری ہو رہی ہے۔" تانیہ نے شرارت سے اس کا چہرہ دیکھا۔

وہ مسکراتے ہوئے سیڑھیاں پھلانگتا اوپر آ گیا۔ اس نے کمرے میں جھانکا تو وہاں نہیں تھی۔ وہ سیدھا چھت پر آ گیا جہاں وہ ہتھیلی پر چہرہ ٹکائے بہت غور سے آسمان کو دیکھ

رہی تھی۔ وہ شرارت سے اس کی طرف بڑھا۔ وہ اسے ڈرانے کا سوچ رہا تھا اس کے قریب پہنچنے پر رک گیا۔ اس کی نظریں اس کے چہرے پر جم سی گئی تھیں۔ ماہ رخ نے آسمان سے نظریں ہٹا کر اپنے بائیں جانب دیکھا تو چونک پڑی ایک دم کھڑی ہوئی۔

"آپ کب آئے؟"

"کئی سال ہو گئے ہیں۔" تیمور کے کہنے پر وہ مسکرا دی۔

"نیچے چلیں؟"

"اتنی جلدی بھی کیا ہے ابھی تو میں آیا ہوں۔" تیمور نے مسلسل اسے نظروں کی گرفت میں لے رکھا تھا۔

"نہیں وہ بڑی امی کہتی ہیں شام کو چھت پر نہیں آنا چاہیے اب شام ہو رہی ہے۔" اس نے ڈوبتے ہوئے سورج کو دیکھ کر کہا۔

"کیوں؟"

"بس ایسے ہی۔" تیمور کے پوچھنے پر وہ مسکرا کر دوسری طرف دیکھنے لگی تو تیمور نے بھی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا لی۔ مسلسل خود پر جمی تیمور کی نظروں سے اسے گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟" وہ قدرے جھنجلا کر اس کی طرف پلٹی۔

"کیوں؟ تمہیں دیکھنے پر پابندی ہے۔" تیمور نے اس کی گھبراہٹ سے لطف لیتے ہوئے کہا۔

"دیکھنے پر نہیں لیکن ایسے دیکھنے پر پابندی ہے۔" ماہ رخ نے خفگی سے تیمور کے شرارت سے بھرپور تاثرات کو دیکھا۔ اچانک تیمور نے اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لے لیا۔ وہ اچانک اس حملے کے لیے تیار نہیں تھی گھبرا کر اس کی گرفت سے نکلی۔

"بڑی امی ٹھیک کہتی ہیں شام کے وقت چھت پر نہیں آنا چاہیے ورنہ جن چمٹ جاتے ہیں۔" ماہ رخ نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اس کی بات پر تیمور کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میں جن ہوں؟" تیمور نے انگلی سے اپنی طرف اشارہ کیا۔

"تو کسی جن سے کم بھی نہیں۔" وہ اب بھی باز نہیں آئی تھی۔

"اچھا یہ جن تو سالوں سے تم پر عاشق ہے اور اب تمہیں چمٹنے کو بے قرار ہے۔" تیمور دونوں بازو پھیلا کر اس کی طرف بڑھا۔

"تیمور۔" اس نے گھبرا کر تیمور کی طرف دیکھا۔ صحیح معنوں میں اب اس کے ہوش گم ہوئے تھے۔

"تیمور!" پیچھے سے آتی نادیہ کی آواز پر جہاں ماہ رخ گھبرا گئی تھی وہیں اس کے ہاتھوں پر تیمور کی گرفت ڈھیلی ہوگئی تھی۔

"تم یہاں اکیلے کیوں کھڑے ہو؟ سلمان تمہیں بلا رہا ہے۔" تیمور کے چوڑے وجود کے پیچھے وہ بالکل چھپ گئی تھی۔ اس لیے نادیہ اسے نہیں دیکھ سکی تھی۔ نادیہ کے مڑتے ہی وہ تیزی سے ہاتھ چھڑا کر سیڑھیوں کی طرف بھاگی۔

"امی! ماہ رخ کی رخصتی میں ابھی دو دن باقی ہیں نا؟" نادیہ کے پوچھنے پر حلیمہ نے حیرت سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"کیوں تمہیں نہیں پتا؟"

"نہیں بس ایسے ہی پوچھ رہی تھی۔" اس نے ایک بار پھر شرارت سے تیمور اور ماہ رخ کو دیکھا۔

"ماہ رخ! دیکھو تمہارا مہندی کا سوٹ آگیا ہے۔" سحر نے ییلو اورنج کنٹراسٹ کا سوٹ ماہ رخ کے آگے کیا جسے اس نے جلدی سے تھام لیا۔

رخشندہ نے غور سے ماہ رخ کا چہرہ دیکھا جہاں خوشیوں کا یقین تھا کچھ دن سے ماہ رخ کے رویے میں واضح تبدیلی آگئی تھی اس کے قہقہے لوٹ آئے تھے۔

انہیں پتا تو تبھی چل گیا تھا لیکن آج تصدیق بھی ہو گئی تھی۔ انہوں نے مسکرا کر ان کی دائمی خوشیوں کی دعا کی تھی۔

"ان تینوں نے اب ماہ رخ کو گھیر رکھا تھا اور حلیمہ باقاعدہ اپنی بہو کا دفاع کر رہی تھیں۔ تیمور نے مسکرا کر اپنی نظریں مظفر صاحب کی تصویر پر ٹکا دیں۔

"مجھے یقین ہو گیا ہے پاپا! بزرگوں کی دعائیں کبھی رائیگاں نہیں جاتیں۔ آج آپ کی دی ہوئی دعا قبول ہو گئی ہے مجھے ایسا ساتھی ملا ہے جو صحیح معنوں میں مجھ سے محبت کرتا ہے اور جس کی محبت میری زندگی کی سب سے بڑی چاہ تھی اور آج میں نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی خواہش کو اپنی تمام تر خوبصورتی کے ساتھ پا لیا ہے۔"

اس نے ایک بار پھر اپنی نظریں ماہ رخ پر جما دیں۔ اس کے چہرے پر دھنک کے سب رنگ بکھرے تھے اور اب ان رنگوں سے وہ اس کی زندگی سجانے والی تھی۔